کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے
نذیر احمد ملک

کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے

کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے

نذیر احمد ملک

بُک میڈیا سرینگر

بک سیلرس اینڈ پبلشرز، ڈلگیٹ، سری نگر کشمیر ۱۹۰۰۰۱

پوسٹ بکس : ۲۲۸

"بسیرا" محلہ غوثیہ، عمر کالونی (اے) لعل بازار سری نگر کشمیر۔

KASHMIRI SARMAY-E-ALFAZ KEY SARCHESHMAY

BY

NAZIR AHMAD MALIK

نام کتاب ——— کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے

مُصنف ——— نذیر احمد ملک

سرورق ——— بشیر شورا

مطبع ——— انڈین پرنٹنگ پریس، ڈلگیٹ سرینگر

تعداد ——— ایک ہزار

سنِ اشاعت ——— اکتوبر ۱۹۹۳ء

قیمت ——— ۱۴۰/- روپے

تقسیم کار:- • ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس لال کنواں دہلی • ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی روڈ علی گڈھ
• شبخون کتاب گھر ۳۱۳ رانی منڈی الہ آباد ۳ • مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی ۔ ۲۵
• حسامی بک ڈپو۔ چار مینار (حیدر آباد) • مکتبہ علم وادب، ریڈیو اسٹیشن روڈ سرینگر۔

انتساب

میں اپنی اس حقیر کوشش کو

اہلِ کشمیر

کے نام معنون کرتا ہوں

نذیر احمد ملک

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝

قرآن سورہ روم آیت ۲۲

ترجمہ :۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف، بے شک اس میں اہلِ دانش کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں ——

ترتیب

صفحہ

●

پروفیسر حامدی کاشمیری
وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر

پیش لفظ

یورپی زبانوں کے ماہرینِ لسانیات نے زبانوں کی پیدائش، ماہیت اِن کی صوتیاتی، معنیاتی، قواعدی اور اسلوبیاتی خصوصیات اور اِن کی سماجی اور تہذیبی معنویت کے بارے میں قابلِ قدر تحقیقی اور تنقیدی کام انجام دیا ہے، اور یہ کام برابر جاری ہے۔ اردو میں بھی لسانیاتی تحقیق و مباحث کا آغاز ہو چکا ہے، مسعود حسین خان، گیان چند جین، گوپی چند نارنگ، مغنی تبسم، مرزا خلیل بیگ اور عبدالستار دلوی نے توضیحی اور سماجی لسانیات کے شعبوں میں کافی پیش رفت کی ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد ملک نئی نسل کے ایک نمائندہ لسانیاتی محقق ہیں، جنہوں نے اپنے بعض مضامین میں زبان شناسی، نکتہ بینی اور دقتِ نظر سے کام لے کر اردو اور کشمیری زبانوں کے تقابلی مطالعات پیش کئے ہیں، اور اب ایک مبسوط کتاب "کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے" لکھ کر لسانیاتی تحقیق میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

زبان سماجی اور تہذیبی عمل کو معنی خیز، مالدار اور کارگر بنانے میں بنیادی رول ادا کرتی ہے۔ کسی بھی لسانی گروہ کی سماجی، تہذیبی، نفسیاتی اور بشریاتی اصل اور ارتقاء کی تفہیم و تحسین کے ضمن میں زبان کا مطالعہ آگہی کے نئے افق روشن کر سکتا ہے، زبان میں الفاظ، تراکیب، محاورات، تلمیحات و استعارات،

اسکی نحوی اور صرفی ساخت اور صوتیات وغیرہ کے تجزیہ و توضیح سے لوگوں کے سماجی رشتوں، ذہنی کوائف اور تہذیبی خصائص پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

زبان ایک نامیاتی، تغیر آشنا اور ارتقاء پذیر قوت ہے، کسی خطے کی زبان وہاں کے تہذیبی اور سماجی عوامل اور مجموعی تعمیر و ترقی سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ تہذیبی لین دین کے عمل کے نتیجے میں دوسری لسانی اکائیوں سے متصادم ہو کر نئے الفاظ کو اپنے اندر جذب کرتی ہے، انجذاب کا یہ عمل لسانیاتی اصولوں کے تابع ہوتا ہے، وہی بدیسی لفظ زبان کا حصہ بن جاتا ہے، خواہ اصلی یا بدلی ہوئی شکل میں، جو زبان کے مزاج سے متغائر نہ ہو، کشمیری زبان بھی ایک زندہ اور متحرک زبان ہے، اسکی اصل اور ارتقاء کے بارے میں کئی نظریات مروج ہیں، جو تحقیق طلب ہیں، بعض محققین اسکی اصل کو سنسکرت سے منسوب کرتے ہیں۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس کا ماخذ دردی ہے، کچھ لوگ اسے ہند آریائی زبانوں کی ایک شاخ قرار دیتے ہیں، بہر حال، یہ محققین کا کام ہے کہ وہ کشمیری کی اصل کی بازیافت و تعین کریں، یہ امر واقعہ ہے کہ یہ ایک قدیم اور باثروت زبان ہے، اور مختلف تاریخی اور تہذیبی مراحل پر یہ اندرونی اور بیرونی اثرات کو قبول کرتی رہی ہے۔ چنانچہ کشمیری زبان میں سنسکرت، عربی، فارسی، اردو، ہندی، پنجابی اور انگریزی زبانوں کے الفاظ دخیل ہوئے ہیں، گویا یہ زبان امتزاجی اور انجذابی عمل میں دوسری زبانوں سے کسی طرح پیچھے نہیں رہی ہے، اس طرح سے یہ زبان مختلف زبانوں کے الفاظ کا ایک مرکب ہے، یہ الفاظ اس طرح اسمیں رچ بس گئے ہیں، کہ اس کا قدرتی حصہ بن گئے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد ملک نے کشمیری لفظیات کو اپنا موضوعِ تحقیق بنایا ہے۔ یہ ایک اچھوتا موضوع ہے، اور دید و دریافت کے بے شمار امکانات سے مملو ہے، چونکہ نذیر صاحب جامعہ کشمیر کے شعبۂ لسانیات کے سربراہ بھی ہیں، اور اردو لسانیات اُن کا میدان ہے اور کشمیری لسانیات سے اُن کا گہرا شغف ہے، اس لئے انہوں نے اس موضوع پر قلم اُٹھا کر اس کا حق ادا کیا ہے۔ انہوں نے کشمیری زبان کے آغاز اور عہد بہ عہد ارتقاء کے پس منظر میں اس کے اصلی اور مستعار الفاظ کے صوتی، قواعدی تغیرات کے ساتھ ساتھ ان کے تہذیبی اور معاشرتی رابطوں کا بھی تجزیہ کیا ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد ملک کے طرزِ تحقیق کی دو خصوصیات توجہ طلب ہیں' اول یہ کہ وہ سائنسی توازن اور دقتِ نظر سے کشمیری زبان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دوم' وہ اپنے نتائجِ افکار کو استدلال' علم اور اعداد و شمار سے قابلِ قبول بناتے ہیں' اس ضمن میں اُن کا اسلوبِ تحریر جس صفائی' منطق' اختصار اور توازن سے متصف ہے' وہ اُن کی لفظ شناسی اور تحقیقی ذہن کا پتہ دیتا ہے۔ نذیر صاحب کشمیر کے نئے ادیبوں اور نقادوں میں اپنی لسانیاتی تحقیق و تلاش کی بدولت ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں' مجھے یہ کہنے میں تامّل نہیں کہ اپنی زیر اشاعت کتاب "کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے" لکھ کر انہوں نے اردو کے لسانیاتی نقادوں میں اپنے لئے ایک اہم مقام محفوظ کر لیا ہے۔ میں اُنہیں دلی مبارک باد دیتا ہوں۔

آدمِ خاکی سے عالم میں جِلا ہے ورنہ
آئینہ تھا یہ ولے قابلِ دیدار نہ تھا (میرؔ)

حامدی کاشمیری

عرضِ مصنّف

کشمیری زبان پر کشمیر سے باہر انگریزی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آج بھی یہ زبان مغربی محققین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ان محققین کی تحقیقی کاوشوں سے اس زبان کے کئی ساختیاتی پہلو منظرِ عام پر آگئے ہیں تاہم زبان کی ساختیاتی پیچیدگیوں کے پیشِ نظر یہ تمام کوششیں غیر تسلی بخش ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ اہلِ کشمیر بھی اب اپنی مادری زبان کے مطالعے کی طرف سنجیدگی سے متوجہ ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ امید ہے کہ جدید لسانیاتی اصولوں کے پیشِ نظر کشمیری زبان کی ساخت کی بہتر تفہیم ہوجائیگی۔

اردو اور کشمیری زبانوں میں کشمیری زبان پر کوئی سنجیدہ کام ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے اس صورتحال کو دیکھ کر یقیناً کم مائیگی کا احساس کھٹکتا ہے حالاں کہ مرحوم عبدالاحد آزاد نے بیسویں صدی کے آغاز میں ہی اس جانب توجہ کرکے کشمیری زبان کی ابتدا اور ارتقا اور اس سے منسلک دوسرے موضوعات پر بحث و تمحیص کی راہیں استوار کی تھیں۔ ان کی کتاب "کشمیری زبان اور شاعری" آج بھی اردو میں واحد جامع اور مبسوط کتاب ہے جس میں کشمیری شاعری کے عہد بہ عہد ارتقا کے ساتھ کشمیری زبان کی ساخت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مرحوم آزاد نے کشمیری زبان کی اصل دریافت کرنے کے سلسلے میں اپنے پیشرو محققین کے

تتبع میں کشمیری ذخیرۂ الفاظ کو ہی اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے جب کہ محض الفاظ کو بنیاد بنا کر کسی زبان کی ابتدا کو دریافت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن الفاظ کی تحقیق و تفتیش کئی تہذیبی، تاریخی اور لسانیاتی حقائق کو آشکار کرتی ہے۔ تاریخ اور تہذیب کے ساتھ زبان کا جو رشتہ ہے اس کا احساس جس شدت کے ساتھ ذخیرۂ الفاظ کے مطالعے سے ہوتا ہے، اتنا زبان کے مطالعے کے کسی اور شعبے سے ممکن نہیں ہے۔ چوں کہ ذخیرۂ الفاظ کا مطالعہ گہرے تاریخی، تہذیبی اور لسانیاتی شعور کا متقاضی ہے اس لیے سرسری مطالعے سے محض غلط نتائج ہی مرتب ہو سکتے ہیں۔

کشمیری سرمایۂ الفاظ کے بعض پہلوؤں پر میں نے جب بھی کسی اہلِ علم دوست یا بزرگ سے استفسار کرنا چاہا تو جواب یہی ملتا تھا کہ "موضوع بہت دل چسپ ہے لیکن اس پر کبھی غور ہی نہیں کیا" میں اپنی محدود علمی بساط کے باعث اس وسیع اور پیچیدہ موضوع کے مختلف پہلوؤں پر دلائل و براہین کے ساتھ گفتگو کرنے کا اہل نہیں تھا لیکن لسانیات کے ساتھ دل چسپی کی بنا پر میں نے مستعاریت کے حوالے سے کشمیری سرمایۂ الفاظ کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مطالعے کو تحریری صورت میں پیش کرنے کی جسارت نہیں کرتا لیکن صاحب الرائے دانشوروں اور محققوں کی آرا جاننے اور ان سے مستفید ہونے کی اور کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر وہ اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرمائیں گے تاکہ ان مشوروں اور آرا سے میری ناقص آرا کی تصحیح ہو سکے اور اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہتر صورت میں منظرِ عام پر آ سکے۔

اس کتاب کی تسوید میں میں نے انگریزی، اردو اور کشمیری کی متعدد کتابوں سے استفادہ کیا ہے جن کی تفصیل کتابیات میں درج ہے لیکن اس کا بیشتر مواد اور اس پر بحث محض میری ذاتی غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔ اس میں میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں، اس سلسلے میں میری نہیں بلکہ قارئین کی رائے صائب ہوگی۔

میں استادِ محترم پروفیسر حامدی کاشمیری صاحب وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرمایا۔ یہ ان کی محبت اور شفقت ہے کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود وقت نکال کر چند سطور تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ میں اسے اپنے لئے

بڑا اعزاز تصور کرتا ہوں۔

میں پروفیسر رحمان راہی صاحب اور اختر محی الدین صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے مسودے کو حرف بہ حرف پڑھا اور اپنے تاثرات سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر نذیر احمد ڈار صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ میں نے کئی موقعوں پر اس موضوع کے بعض پہلوؤں پر ان سے تفصیلی گفتگو کی اور ان کے خیالات سے استفادہ کیا ہے۔ میں عزیزی فرید پربتی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی ذاتی دلچسپی سے ہی یہ کتاب منظر عام پر آگئی۔

آخر میں اپنی شریک حیات اور قبلہ محمد سعید صاحب کا اس لیے شکر گزار ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کے لیے وہ مجھے خاص طور سے اصرار کرتے رہے۔

(نذیر احمد ملک)

۷، ستمبر ۱۹۹۳ء

پہلی بات

LANGUAGE MAKES IT POSSIBLE FOR MAN TO

BE HISTORICALLY. ________ *HOLDERLIN*

تبدیلی زبان کی فطرت کا نمایاں وصف ہے۔ ہر زبان اپنے ارتقا کے دوران وقت اور مقام کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ زبان میں تبدیلیاں یک لخت رونما نہیں ہوتی ہیں بلکہ غیر محسوس طریقے سے بتدریج وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے باوصف زبان میں نئے الفاظ شامل ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم الفاظ متروک ہو جاتے ہیں اور مروّجہ الفاظ مختلف صوتی، مارفیمی اور معنوی تغیرات سے روشناس ہو جاتے ہیں۔ دیکھا جائے تو ہر لفظ کی ایک تاریخ ہوتی ہے۔ کشمیری میں مروّجہ الفاظ کی تاریخ (جو قدیم ترین تحریری نمونوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے ممکن نہیں ہے) کا اگر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں شاید ہی کوئی لفظ ہوگا جو اپنی ابتدائی صوتی، مارفیمی یا معنیاتی حیثیت کو برقرار رکھ سکا ہو لیکن اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ اتنی اہم تبدیلیوں سے روشناس ہونے کے باوجود زبان کے بنیادی ڈھانچے میں کوئی بڑی تبدیلی معرضِ وجود میں نہیں آگئی ہے۔ یہ زبان پہلے بھی اہلِ زبان کی ترسیلی ضرورتوں کو پورا کرتی تھی اور اب بھی کرتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دوسری زندہ زبانوں کی طرح اس میں بھی فطری طور پر تخلیقیت اور تشکیلیت کے بے پناہ امکانات پوشیدہ ہیں۔ زبان میں تبدیلیوں کے

بنیادی محرکات پر اگر شعوری طور پر روک لگا دی جائے یا اگر زبان کے تئیں کسی خالص رویے کو اپنایا جائے تو یہ نہ صرف زبان کے مسلمہ اصولوں کے برعکس ہوگا۔ بلکہ اس سے زبان کا ارتقا آہستہ آہستہ رک جائے گا اور بالآخر زوال پذیر ہوگا۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ زبان ایک جمہوری ادارہ ہے اس میں انفرادی کوششوں کی گنجائش بھی ہے اور اہمیت بھی لیکن جب تک ان کوششوں پر اکثریت اپنی مہرِ تصدیق ثبت نہیں کرتی' ان کا چلن نہیں ہو سکتا۔ ایک لفظ جب زبان زدِ عام ہو جاتا ہے تو وہ زبان کی لفظیات کا حصہ بن جاتا ہے' چاہیئے یہ لفظ اختراعی کوششوں کا نتیجہ ہو' کسی زبان سے مستعار ہو' ترکیبی' تصریفی یا اشتقاقی اصولوں پر مبنی ہو یا توسیع لفظی یا تقلیل معنی سے بنا ہو۔

کسی بھی زبان کے لغوی سرمائے پر نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس میں کئی دوسری زبانوں کی لغوی مدیں Lexical items لغوذ کر گئی ہیں اس لئے کہ کوئی زبان محض خلا میں پرورش نہیں پاتی ہے بلکہ دوسری زبانوں سے گہرے میل جول کے ساتھ آگے بڑھتی ہے اور ارتقائی منزلیں طے کرتی ہے۔ دوسری زبانوں سے لغوی مدوں کی مستعاریت لفظی سرمائے میں اضافے کا سب سے اہم محرک اور لغوی تبدیلی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔ یوں تو تبدیلیاں کم یا زیادہ زبان کی ہر سطح پر وقوع پذیر ہوتی ہیں لیکن لغوی سطح پر یہ اس لئے زیادہ جلدی لغوذ کرتی اور نمایاں ہو جاتی ہیں کہ یہ زبان کی سب سے اوپری سطح ہوتی ہے۔ ایک زبان کے لفظی سرمائے کو ہم مقامی اور غیر مقامی الفاظ میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ مقامی الفاظ وہ الفاظ ہیں جو ایک زبان کے اپنے الفاظ ہوتے ہیں اور اس زبان کی تاریخ اور ارتقا کا پتہ دیتے ہیں۔ غیر مقامی وہ الفاظ ہیں جو دوسری زبانوں یا سرچشموں سے براہ راست یا دوسری زبان یا زبانوں کے توسط سے درآئے ہوں۔

کشمیری' اردو اور انگریزی کی طرح ایک ایسی زبان ہے جس نے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف زبانوں اور ان زبانوں کے توسط سے دوسری زبانوں سے الفاظ کی کثیر تعداد مستعار لی ہے اور یوں اپنے لغوی سرمائے میں وسعت پیدا کر کے اظہار و بیان کی نئی وسعتوں سے ہم کنار ہو گئی ہے۔ مستعاریت کا یہ رجحان کشمیری میں شروع سے ہی رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شامل الفاظ کی بڑی تعداد جن کا تعلق

سنسکرت اور قدیم ہند ایرانی سے ہے) ایسی ہے جو اپنی ہیئت اور معنی میں مقامی الفاظ کے اتنے قریب ہو گئے ہیں کہ ان کی پہچان اور ان کے ماخذ کی تلاش نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہو گئی ہے۔ کشمیری میں مستعاریت کا یہ عمل ہنوز جاری ہے۔

لسانی مستعاریت کے کئی اہم وجوہ ہیں لیکن ان وجوہات کا ذکر کرنے سے پہلے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ لسانی مستعاریت کی ضرورت اور اہمیت لسانی کم اور غیر لسانی یعنی سیاسی، تہذیبی، مذہبی اور اقتصادی نوعیت کی زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماج میں سیاسی، تہذیبی، مذہبی اور اقتصادی تبدیلیوں کے ساتھ ہی نئے الفاظ و تراکیب کے استعمال کی ضرورت کا احساس بڑھ جاتا ہے اور دوسری زبانوں سے رجوع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مستعاریت کے چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں۔

۱۔ نئے تصورات اور مفاہیم کے خاطر خواہ اظہار کے لیے لغوی مدول کی عدم دستیابی Gap of Lexical items اس لیے ان کے اظہار کے لیے دوسری زبان یا زبانوں سے الفاظ کی تلاش۔ یہ عمل دو لسانی اشخاص Bilinguals کے ذریعے ممکن ہوتا ہے۔

۲۔ حکام اور محکوم کے درمیان ترسیلِ خیالات کی مجبوری اور اس کے تحت دو لسانی صورت حال کا ظہور پذیر ہونا اور اس عمل سے الفاظ و تصورات کا بتدریج تداخل۔

۳۔ لسانی توقیر Linguistic prestige یا لسانی تفاخر Linguistic elitism یعنی مادری زبان میں سرکاری یا تہذیبی زبان کے الفاظ کا شعوری استعمال تاکہ سماج کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کے ساتھ تعلق ظاہر ہو جائے۔ اس کا واحد مقصد اپنی توقیر میں اضافہ کرنا اور اپنی اس صلاحیت پر فخر کرنا۔

۴۔ بڑے پیمانے پر تہذیبی و مذہبی تبدیلی۔ جب فاتح قوم سے مغلوب ہو کر بڑے پیمانے پر تہذیبی یا مذہبی تبدیلی ہوتی ہے تو مفتوحین کی زبان مغلوب ہو جاتی ہے اور اس میں فاتحین کی زبان کے الفاظ بے دریغ شامل ہونے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ رجحان حاوی ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مفتوحین کی زبان فاتحین کی زبان کے رنگ میں رنگ جاتی ہے۔

حصولی زبان Borrowing langauge میں مستعار لسانی سرمائے کی مشمولیت کی تین

خاص منزلیں ہیں۔

۱۔ مخلوطیت Hybridzation اس منزل پر جو لسانی سرمایہ مستعار لیا جاتا ہے ضروری نہیں ہے کہ اس سارے لسانی سرمائے کو حصولی زبان قبول کرلے۔ یہ تجرباتی منزل ہوتی ہے اور اس طرح کے لسانی سرمائے کے لیے اہلِ زبان کے ایک بڑے حصّے کی قبولیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ انجذاب Absorption اس منزل پر مستعار لسانی سرمائے کو لسانیاتی اور سماجی و تہذیبی قبولیت آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں کہیں الفاظ کی صوتی اور معنیاتی حیثیت کو برقرار رکھا جاتا ہے اور کہیں انہیں حصولی زبان کے ساختیاتی مزاج کے مطابق تغیر و تبدل کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن ان کے غیر زبان ہونے کا احتمال باقی رہتا ہے۔

۳۔ مخلولیت Assimulation اس مرحلے پر مستعار لسانی سرمایہ حصولی زبان کے سرمائے میں تحلیل ہو جاتا ہے اور اہلِ زبان اس کو زبان کی ساخت کے مطابق پاکر آسانی کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ صرف غور و فکر کے بعد ہی اس کے غیر زبان ہونے کی شناخت ہو جاتی ہے۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ حصولی زبان مستعار الفاظ کو ہمیشہ اپنے صوتیاتی اور قواعدی اصولوں کے مطابق اپنا لیتی ہے۔ مثلاً جہاں تک صوتیات کا تعلق ہے۔ ہر زبان کا صوتیوں کا اپنا ایک مخصوص اور منفرد صوتیاتی نظام ہوتا ہے اس لیے مستعار الفاظ میں مستعمل کوئی آواز یا آوازیں اگر حصولی زبان کے صوتیاتی نظام کے اصولوں کے برعکس ہوں گی تو اس آواز یا آوازوں کو حصولی زبان اپنی قریبی یا متشابہ آوازوں میں تبدیل کرتی ہے مثلاً کشمیری میں عربی آوازوں /ق/ /خ/ اور /غ/ کو /ک/ /کھ/ اور /گ/ میں تبدیل کیا جاتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ الفاظ کی بڑی تعداد شامل ہونے کے باوصف کچھ غیر آوازیں بھی حصولی زبان کی صوتیات میں در آتی ہیں اور اس میں مستقل حیثیت اختیار کرلیتی ہیں۔ مثلاً اردو میں مندرجہ بالا آوازیں اب مستقل آوازوں کی حیثیت حاصل کرگئی ہیں۔ لیکن یہاں پر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شمول غیر آوازیں بھی ہمیشہ حصولی زبان کے صوتیاتی اصولوں کے مطابق ہی استعمال ہوتی ہیں۔ اس طرح یہ ایک مسلّمہ لسانیاتی اصول ہے کہ جب ایک غیر زبان کا لفظ

کسی زبان میں داخل ہوتا ہے تو وہ بس اسی کا ہو جاتا ہے۔ اس میں موتی' مارفیمی اور معنیاتی اعتبار سے اس قدر تبدیلی آچکی ہوتی ہے کہ اس زبان کے علاوہ اس کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں رہتا ہے بلکہ حصولی زبان کی لفظیات کا ناگزیر حصہ بن جاتا ہے۔ اردو کے ایک مشہور شاعر اور زبان شناس انشاءاللہ خان انشا اپنی کتاب دریائے لطافت میں ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"جاننا چاہیئے کہ جو لفظ اردو میں آیا وہ اردو ہو گیا خواہ وہ لفظ عربی ہو یا فارسی ترکی ہو یا سُریانی' پنجابی ہو یا پوربی' اصل کی رو سے غلط ہو یا صحیح' وہ لفظ اردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح اور اگر اصل کے خلاف ہے تو بھی صحیح۔ اس کی صحت اور غلطی اس کے اردو میں رواج پکڑنے پر منحصر ہے کیونکہ جو چیز اردو کے خلاف ہے وہ غلط ہے گو اصل میں صحیح ہو' اور جو اردو کے موافق ہے وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ بھی ہو۔" [۱]

انشاءاللہ خان کا بتایا ہوا یہ زرین اصول محض اردو کے لیے ہی صحیح نہیں ہے بلکہ دنیا کی ہر زبان کے لیے ایک رہنما اصول ہے اور یہی لسانیاتی حقیقت بھی ہے۔

مستعاریت' اشتقاقیت' تصریفیت' ترکیبیت' توسیعت اور تقلیلیت چند ایسے اہم طریقے ہیں جو کسی بھی زبان میں الفاظ کی تخلیق و تشکیل میں نمایاں رول ادا کرتے ہیں۔ مزید برآں مستعار ترجمے اور خالص اختراعی کوششوں سے بھی الفاظ کی تخلیق کی جا سکتی ہے لیکن ان سے الفاظ کی قلیل تعداد ہی تخلیق کی جا سکتی ہے۔ کشمیری میں بھی مندرجہ بالا طریقوں سے ہی الفاظ کی تشکیل ہوئی ہے تاہم اس میں الفاظ کا معتد بہ حصہ مستعاریت کے عمل سے ہی وجود میں آیا ہے اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ وادیٔ کشمیر از منہ قدیم سے اپنے فطری حسن اور دلکشی کی بہ سبب دوسری قوموں' حملہ آوروں اور نوآبادکاروں کے لیے باعثِ کشش رہا ہے۔ ان قوموں اور حملہ آوروں نے جہاں کشمیر میں اپنی حکومتوں کے جھنڈے گاڑ دیئے وہاں اپنے

[۱] دریائے لطافت مصنفہ میر انشاءاللہ خان انشا مترجمہ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی مرتبہ مولوی عبدالحق ص ۲۶۴

ساتھ اپنی زبانیں اور تہذیبیں بھی لائے اور آہستہ آہستہ اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے کے ساتھ ساتھ اپنی زبان اور تہذیب کی اشاعت کے لئے ممکنہ اقدامات کرنے میں بھی منہمک ہو گئے۔ کشمیری چوں کہ مغلوب زبان رہی ہے اس لیے اس کو ہمیشہ محکوم زبان سمجھ کر پس پشت ڈالا گیا اور اسے آزادانہ طور پر پنپنے اور نشو و نما پانے کے مواقع میسر نہ ہوسکے لیکن ایک زندہ زبان کی طرح یہ ہر دور میں غالب زبانوں سے حسبِ مقدور کسبِ فیض کرتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیری ذخیرۂ الفاظ میں کئی لسانی سرچشموں کے الفاظ آپس میں شیر و شکر ہو گئے ہیں۔ یہ الفاظ چاہیے کہیں سے بھی آئے ہوں۔ لیکن اب کشمیری سرمایۂ الفاظ کا جزو لاینفک ہیں۔ مرحوم عبدالاحد آزاد صحیح لکھتے ہیں۔:

> "ہماری رائے میں ایسے سنسکرت، عربی، فارسی یا ہندی الفاظ جو بجائے خود فصیح ہوں اور ہماری روزمرہ گفتگو میں کام آرہے ہوں اور جن کو کشمیری زبان عرصۂ دراز سے آغوش میں جگہ دیئے ہوئے ہے، بیگانہ تصور کرنا اور ہر صورت میں ان کے استعمال سے محتاط رہنے کی قید لگانا بالکل غلط اور ناقابلِ عمل نظریہ ہے۔" [1]

اس بات کی طرف پہلے ہی اشارہ کیا جاچکا ہے کہ کشمیری طویل عرصے سے محکوم عوام کی زبان رہی ہے اور اس کے مقابلے میں یہاں ہر دور میں کوئی نہ کوئی زبان غالب رہی ہے۔ مغلوب زبان چوں کہ غالب زبان سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ لیتی رہتی ہے (جس کے کچھ غیر لسانی اسباب ہوتے ہیں) اس لیے دو لسانی آمیزش کی صورتحال اُبھرتی ہے۔ دو لسانی آمیزش کی رو سے جب گفتگو میں ایک یا ایک سے زیادہ زبانوں کے الفاظ، محاورے یا جملے استعمال کیے جائیں۔ تو اس عمل کو Code switching کہا جاتا ہے اور اس عمل سے جو صورت اُبھرتی ہے اس کو سماجی لسانیات میں Code Mixing کہتے ہیں۔ حصولی زبان پر دائی زبان کے اثرات شعوری طور پر بھی قبول کیے جاتے ہیں تاکہ لسانی تفاخر یا توقیر کا احساس نمایاں ہو جائے Code Mixing کے اس عمل میں اس طرح آہستہ آہستہ حصولی زبان کی لفظی سطح پر دائی زبان

[1] کشمیری زبان اور شاعری حصہ اول از عبدالاحد آزاد ص ۴۶

کا رنگ چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ کشمیری زبان کا ارتقائی سفر اس کی روشن مثال ہے۔ ہندو دورِ حکومت میں اس پر سنسکرت رنگ اس قدر گہرا ہوا کہ ماہرین لسانیات یقین کر بیٹھے کہ کشمیری بھی دوسری ہند آریائی زبانوں کی طرح سنسکرت سے نکلی ہوئی زبان ہے اس کے بعد اسلامی دورِ حکومت میں اس پر عربی فارسی کے گہرے اثرات مرتسم ہو جاتے ہیں۔ یہ اثرات بھی اس حد تک نفوذ کر گئے کہ اہل کشمیر نے نئی تبدیلیوں کے تحت بیشتر الفاظ سنسکرت کو واپس لوٹا دیئے۔ اب اس وقت کشمیری پر اردو اور انگریزی اثرات براہ راست مرتسم ہو رہے ہیں اور Code Mixing کا عمل برابر جاری ہے Code Mixing کے اس عمل کے تحت کشمیری میں دوسری زبانوں (عربی، فارسی، اردو اور انگریزی جو دنیا کی اہم ترین زبانیں ہیں) کے نہ صرف الفاظ، محاورے اور جملے استعمال کیے جاتے ہیں بلکہ ان زبانوں کے سابقے اور لاحقے جوڑ کر مارفیمی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ دوسری زبانوں کے اثرات قبول کرنے کی بنا پر بعض زبانوں کو مخلوط زبانیں بھی کہا گیا ہے ویسے دیکھا جائے تو ہر زبان مخلوط ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی زبان زیادہ مخلوط ہوتی ہے اور کوئی کم اور پھر وہ زبان جس نے ہر دور میں دوسری زبانوں کے زیرِ سایہ پرورش پائی ہو، کے مخلوط ہونے میں کسی کو انکار نہیں۔

ان حقایق کے پیش نظر آیندہ صفحات میں مستعاریت کے حوالے سے کشمیری الفاظ اور ان کے سرچشموں پر گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی ہے ؛؛

کشمیری سرمایۂ الفاظ کے سرچشمے

LANGUAGE IS A SUPRA-INDIVIDUAL CULTURAL PRODUCT, THE HERITAGE OF PAST GENERATIONS. __ *WEISGERBER*

ھر زبان کا اپنا ایک انفرادی وجود اور اس سے وابستہ امتیازی خدوخال ہوتے ہیں جو اسے دوسری زبانوں سے الگ کرتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو دُنیا کی مختلف زبانیں اپنے اپنے انفرادی وجود سے متصف نہ ہوتیں۔ ایک زبان اپنے انفرادی وجود کو لے کر ہی آگے بڑھتی ہے اور بعد میں مختلف تاریخی، تہذیبی اور مذہبی تغیرات کے پیش نظر دوسری زبانوں سے گہرے طور پر متاثر ہوتی ہے اس طرح اخذ و قبول کی کئی منزلوں سے گزرتی ہے۔ یہ اثرات اس زبان کی تعمیر و تشکیل کے ساتھ ساتھ اس کے آئندہ وجود اور بقا کے ضامن بن جاتے ہیں لیکن ان گہرے اثرات کے باوجود اس زبان کے بنیادی ساختیاتی ڈھانچے میں کوئی بڑی تبدیلی معرض وجود میں نہیں آتی ہے۔ دنیا کی بہت سی زبانیں اس سلسلے میں مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔

زبان کلچر کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ کلچر کی تعریف کرتے ہوئے ٹیلر لکھتا ہے۔

"کلچر علم و آگہی، عقائد، فن، اخلاق و آداب، قانون، رسم و رواج اور
ایسی دوسری خصوصیات اور عادات و اطوار پر مشتمل ایک ایسا تہہ دار
نظام ہے جو انسان سماج کے ایک فرد کی حیثیت سے قبول کرتا ہے۔"[1]

ان الفاظ سے اس بات کا واضح عندیہ ملتا ہے کہ کلچر کی تشکیل و فروغ کے لیے سماج شرطِ اولین ہے اور
چوں کہ سماج کی شیرازہ بندی زبان کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لیے زبان اور کلچر کا آپس میں ایک ناگزیر رشتہ
ہے اور کلچر کی پہچان زبان کی صحیح تفہیم کے بغیر ناممکن ہے۔ جس طرح دنیا کا کوئی کلچر خالص ہونے کا دعویٰ نہیں
کر سکتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی زبان خالص نہیں ہو سکتی ہے۔ کلچر کی طرح زبان بھی ایک متحرک عمل ہے
اور اثر و نفوذ کی بے پناہ قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔ زبان میں جیسا کہ پچھلے صفحات میں مذکور ہے الفاظ کی سطح
دوسری لسانیاتی سطحوں کے مقابلے میں بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دو زبانوں کے اشتراکی
پہلوؤں میں لفظوں کا تناسب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک زبان کی لفظیات کا اگر غائر مطالعہ کیا
جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں ایک سے زیادہ زبانوں کے الفاظ دخیل ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کا تداخل
براہ راست بھی ہو سکتا ہے اور کسی اور زبان کے توسط سے بھی مثلاً کشمیری اور اردو میں فارسی الفاظ کی بڑی تعداد در آئی ہے
اور ساتھ ہی فارسی کے ذریعے عربی اور ترکی کے سینکڑوں الفاظ کہیں اپنی اصلی صورت میں اور کہیں مفرس
صورت میں در آئے ہیں۔ ایک قوم کی زبان کے لفظی سرمائے (جن میں دخیل اور مستعار الفاظ بھی شامل ہیں)
کا مطالعہ اس کے تاریخی اور تہذیبی مطالعے کے مترادف ہوتا ہے مثلاً یہ قوم کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟
کہاں بود و باش اختیار کی؟ کس قوم کو فتح کیا؟ کس قوم نے اس کو مغلوب کیا ہے؟ کن اقوام کے ساتھ اس
کا تہذیبی، تجارتی اور سیاسی لین دین رہا ہے؟ مذہبی اعتبار سے کس قوم سے یگانگت رکھتا ہے؟ وغیرہ
وغیرہ۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ لسانیات اور تاریخ کا رشتہ ناگزیر ہے۔ مستعار الفاظ
کی تحقیق و تشخیص کے ضمن میں ایک ماہر لسانیات کے نتائج جہاں ایک مورخ کے مفروضات کی تصدیق

[1] بحوالہ لنگوسٹک اینڈ کلچرل چینج از ہاری ہوئیر مشمولہ لنگویج ان کلچر اینڈ سوسائٹی
مرتب ڈیل ہائمز ص ۴۵۵

کرتا ہے وہاں دو قوموں کے تہذیبی اختلاط سے متعلق ایک مورخ کی معلومات ماہرِ لسانیات کیلئے مستعار الفاظ کے ماخذ تلاش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ تہذیب کے تعلق سے ماہرینِ بشریات بھی مورخین اور ماہرینِ لسانیات کی تحقیقات سے گہرے طور پر وابستہ ہوجاتے ہیں اس لئے کہ مورخ اور ماہرِ لسانیات تہذیبی بوقلمونی کو سمجھے بغیر ٹھوس نتائج برآمد نہیں کرسکتے ہیں اور ماہرینِ بشریات کو بھی ایک قوم کے تہذیبی ارتقاء کے نشیب و فراز کی صحیح تفہیم کی خاطر زبان اور تاریخ سے لامحالہ رجوع کرنا پڑتا ہے اس طرح مستعار لسانی سرمائے کا مطالعہ زبان کے مطالعے تک ہی محدود نہیں رہتا ہے بلکہ کلچر کے متنوع پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور تین اہم علمی شعبوں (تاریخ، بشریات اور لسانیات) کی سرحدوں کو باہم ملاتا ہے۔ کشمیری زبان کے لفظی سرمائے کے مختلف سرچشموں کو تاریخی، تہذیبی اور لسانیاتی پس منظر میں ہی سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔

کشمیر کی تہذیبی تاریخ جو صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے، محض ایک قوم، قبیلے یا فرقے کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کی تعمیر و تشکیل میں تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف قوموں، فرقوں اور قبیلوں نے حصہ لیا ہے۔ یہ قومیں، فرقے اور قبیلے کون ہیں؟ کب اور کہاں سے واردِ کشمیر ہوئے؟ کیا کشمیر کی سرزمین پر پہلے سے کوئی قوم آباد تھی؟ ان کی بود و باش کا طریقہ کیا تھا؟ وہ کونسی زبان بولتے تھے۔ وغیرہ ایسے سوالات ہیں جن کے صحیح جوابات فراہم کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہے کیوں کہ ان کے بارے میں منظم اور مستند شواہد دستیاب نہیں ہوسکتے ہیں البتہ اہلِ کشمیر کی مجموعی شکل و صورت، ان کی جسمانی بناوٹ، زبان، تہذیبی رنگارنگی اور مختلف نسلی اور اجتماعی خصوصیات کے پیشِ نظر مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے ان سوالات کے جوابات فراہم کرنے کی کوشش کی ہیں۔

اس بات پر بیشتر ماہرین متفق ہیں کہ سرزمینِ کشمیر پر آباد ہونے والے قدیم ترین باشندے ناگ قبیلے[1]

---

[1] نیل مت پُران وادیٔ کشمیر کا قدیم ترین دستیاب سنسکرت ادبی صحیفہ ہے جس میں درج ہے کہ کشمیر کے قدیم ترین اور اولین باشندے ناگ ہیں اس کتاب کے بارے میں جارج بہلر نے کہا ہے کہ یہ کشمیر کے مقدس مقامات اور یادگاروں کے بارے میں پہلی معتبر دستاویز ہے۔

سے تعلق رکھتے تھے اور کشمیر کی ابتدائی زندگی ناگ تہذیب سے ہی عبارت ہے۔ ان ماہرین کا خیال ہے کہ کشمیری پنڈتوں کے بعض طبقوں میں ناگ تہذیب کی کچھ روایات اور رسم ورواج اب بھی مروّج ہیں۔ کشمیر میں زعفران کی کاشت اور تانبے کی دریافت ناگوں سے ہی منسوب ہے۔[1] ناگ سانپوں کی پوجا کرتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ہی مال ناگرائے کا مشہور رومانی قصہ ناگ تہذیب کی ہی یادگار ہے۔ ادھر بعض محققین نے یہ رائے پیش کی ہے کہ کشمیریوں کا سلسلۂ نسب اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل سے ہے۔ ان میں ڈاکٹر عزیز احمد قریشی اور خواجہ نذیر احمد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ عزیز احمد قریشی نے "اسرارِ کشمیر" میں کشمیری آبادی کے ایک حصے جس میں خاص طور پر کشمیری پنڈت شامل ہیں، کو انہی دس گم شدہ قبیلوں کے سلسلۂ نسب سے ملایا ہے۔ جب کہ خواجہ نذیر احمد نے اپنی کتاب Jesus in Heaven on earth میں کشمیر میں ابتدائی اسرائیلی آبادیوں اور قدیم کشمیری تہذیب پر اسرائیلی اثرات کی نشاندہی کی ہے اس سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ کشمیری ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض خاندانی نام مثلاً ریشہ، کچلو، وارکو، نہرو، باکرو، ماگرے، داندپرے، لاوے، کارپرہ، شتورا[2] وغیرہ اسرائیلی نام ہیں جو قدیم کشمیر میں یہودی آبادکاری کی نشاندہی کرتے ہیں اور گاندربل، مانسبل، اچھبل وغیرہ وہ علاقے ہیں جہاں اسرائیلی آبادیاں قائم تھیں۔ اس کے علاوہ کشمیری میں مستعمل بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو عبرانی سے ملتے جلتے ہیں مثلاً

عبرانی	کشمیری	معنی
آشاہ	آشنو	عورت
اک	اَکھ	ایک

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے پروفیسر محی الدین حاجنی کا مضمون Outlines of the Culture of Kashmir شائع کردہ کشمیر کلچرل آرگنائزیشن سال ۱۹۷۵ء

[2] دیکھیے پروفیسر محی الدین حاجنی کا مضمون Outlines of culture of Kashmir، شائع کردہ کشمیر کلچرل آرگنائزیشن سال ۱۹۷۵ء، تفصیل کے لیے دیکھیے عزیز کشمیری کی کتاب Chirst in Kashmir روشنی پبلیکیشنز۔

آرا	آرٕ	آری
باک	باکھ	رونے کی آواز' رونا
برہ	بر	دروازہ وغیرہ

ناگ[1] کون تھے؛ اس بارے میں مختلف اور متضاد آرا ہیں۔ ماہرین میں اس بات پر اختلاف ہے کہ یہ نیگرائیڈ (نگریٹو) تھے' آسٹرک تھے یا دراوڑ۔ جہاں تک ناگوں کی زبان کا تعلق ہے' ماہرین ان کی زبان بروشسکی[2] بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد یوسف بخاری بروشسکی کو ہی کشمیری زبان کی اساس مانتے ہیں' لکھتے ہیں :-

"...... اس طویل بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کشمیری زبان کے ماخذ ہمیں بروشسکی زبان سے ملے ہیں جو قدیم ناگ بولتے تھے۔ یہ قدیم ہندوستانی زبانوں میں سے ایک زبان تھی' جو آگے ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد کشمیریوں کی زبان بن گئی' جس زبان کا نام کسی وقت سرو گوچر دیشس بھاشا پڑا اور آج کوشر کے نام سے موسوم ہے۔"[3]

کشمیری زبان کی تہہ میں بروشسکی زبان کے عناصر ضرور کارفرما رہے ہوں گے اس لیے کہ کشمیر ایک زمانے میں دردوں سے پہلے ہونزا اور نگر کی تحویل میں تھا' جو ناگوں سے ملتے جلتے تھے اور جن کی زبان بروشسکی تھی' گریرسن بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں' لیکن پشاچوں نے بعد میں ناگوں کو بے خانماں کر دیا۔ گریرسن لکھتے ہیں :-

THE COUNTRY IN WHICH THE PISACHE'

---

[1] ناگوں سے پہلے بھی کشمیر کی سرزمین نے بعض چھوٹے قبیلوں کو جائے پناہ دی ہے' جن میں نساداس' دومبا اور چنڈال خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

[2] ملاحظہ فرمائیے سُنیل چندر رے کی کتاب — EARLY HISTORY & CULTURE OF KASHMIR ص ۳۲۔

[3] کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ از ڈاکٹر محمد یوسف بخاری ص ۳۴

SETTLED WAS APPARENTLY ORIGINALLY

INHABITED BY THE ANCESTORS OF BRU-

SASKI WHOM THEY EXPELLED OR ABS-

ERBED."[1]

بروشسکی ایک غیر آریائی زبان ہے اور ابھی تک ایک UNCLASSIFIED LANGUAGE ہے، جب تک نہ کشمیری اور بروشسکی زبانوں کے درمیان مضبوط لسانی رشتوں کا پتہ لگایا جائے اور ان کے درمیان اشتراکی پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے اس وقت تک بروشسکی کو کشمیری زبان کا ماخذ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر ایس۔ سی۔ رے[2] کے مطابق کشمیر کی موجودہ آبادی کا معتد بہ حصہ پشاچ[3] (درد) نسل سے تعلق رکھتا ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت کشمیری زبان ہے جو بنیادی طور پر ایک دردی زبان ہے۔ کشمیری زبان کی دردی ساخت کے بارے میں سب سے پہلے ایک مشہور مستشرق ارنسٹ کوہان نے ۱۸۷۷ء میں اشارہ کیا۔ ان کے خیال میں سنسکرت اور قدیم فارسی جو اس کے پڑوس میں بولی جاتی تھیں، نے اس زبان پر اتنے گہرے اثرات مرتسم کیے ہیں کہ اس کی دردی ساخت بہت حد تک دب کر رہ گئی ہے۔ بعد کے ماہرین جن میں جارج گریرسن خاص طور پر قابل ذکر ہیں، نے کشمیری زبان کی دردی خصوصیات دریافت کرکے

۱؎ لنگوسٹک سروے آف انڈیا از جارج گریرسن جلد آٹھ

۲؎ دیکھیے سُنیل چندر رے کی کتاب EARLY HISTORY & CULTURE OF KASHMIR. ص ۲۹ تا ۳۱

۳؎ کشمیریات میں پشاچ اور دردی مترادف اصطلاحیں ہیں۔ سنسکرت قواعد نویسوں نے پشاچی ایک پراکرت کا نام بتایا ہے لیکن کشمیریات کے لحاظ سے پشاچی ایک قدیم زبان ہے جو سنسکرت اور قدیم فارسی کی طرح ایک الگ زبان ہے اور آریوں کے تیسرے ذیلی خاندان السنہ یعنی دردی یا DARDIC کو ظاہر کرتی ہے۔

ارنسٹ کوہان کے نظریے کی توثیق کی ہے۔ گریرسن نے بار بار یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ کشمیری شینا سے ملتی جلتی ایک دردی زبان ہے جو آریائی تو ہے لیکن ہند ایرانی اور ہند آریائی سے اس کا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔ اس کی بنیاد خالص دردی ہے جس سے کسی ماہر زبان کو مفر نہیں لکھتے ہیں۔

"THAT KASHMIRI LANGUAGE HAS A DARDIC BASIS' IS A MATER OF WHICH NO PHILOLO-GIST CAN HAVE ANY DOUBT." [1]

آگے چل کر ایک جگہ پھر لکھتے ہیں :۔

KASHMIRI IS A MIXED LANGUAGE, HAVING AS ITS BASIS A LANGUAGE OF THE DARD GROUP OF THE DARD FAMILY ALLIED TO SHINA. IT HAS BEEN POWERFULLY INFLUENCED BY INDIAN CULTURE AND LITERATURE, AND GREATER PART OF ITS VOCABULARY IS NOW OF INDIAN ORIGIN AND IS ALLIED TO THAT OF THE SANSKRIT INDO-ARYAN LANGUAGES OF NOR- THERN INDIA. AS HOWEVER ITS BASIS — IN OTHER WORDS, ITS PHONETIC SYSTEM, ITS ACCIDENCE, ITS SYNTAX ITS PROSODY — IS DARDIC, IT MUST BE CLASSED AS SUCH — AND, NOT AS A SANSKRIT FROM OF SPEECH. [2]

۱۔ لنگوسٹک سروے آف انڈیا از جارج گریرسن جلد آٹھ حصہ اول (تعارف)

۲۔ لنگوسٹک سروے آف انڈیا جلد آٹھ حصہ دوم ص ۲۵۳

گریرسن کے مطابق اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دردی یا پشاچی ایک آریائی زبان ہے۔ تاہم ہند آریائی اور ہند ایرانی کے ساتھ اس کا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔ اس میں ہند آریائی اور ہند ایرانی دونوں کی بعض خصوصیات موجود ہیں لیکن اس کی کچھ انفرادی خصوصیات بھی ہیں جن کی بنا پر اس کو نہ ہند آریائی سے منسوب کیا جاسکتا ہے اور نہ ہند ایرانی سے اس کا تعلق جوڑا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی کا خیال ہے کہ کشمیری ہند ایرانی یا ہند آریائی کے دردی سیکشن سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کے مطابق آریوں کا ایک الگ گروہ ایک ہزار ق۔م سے پہلے کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں آکر بس گیا وہ ایک ایسی زبان بولتے تھے جو رگ وید سے ملتی جلتی تھی لیکن جس کی اپنی انفرادی خصوصیات بھی تھیں اور یہی زبان بعد میں آریوں کے دردی خاندانِ السنہ کی بنیاد فراہم کرتی ہے[1] ڈاکٹر محمد شجاع ناموس بھی دردی خاندان السنہ کو ہند ایرانی اور ہند آریائی سے الگ تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہند ایرانی' ہند آریائی اور دردی ہند یوروپی کی تین الگ شاخیں ہیں' ان میں دردی سب سے چھوٹا خاندانِ السنہ ہے۔[2]

گریرسن نے ایسی چودہ لسانیاتی خصوصیات کی نشاندہی کی ہے جو کشمیری کو ہند آریائی زبانوں سے الگ کرتی ہیں۔

۱۔ کشمیری میں مسموع منفوس آوازوں' VOICED ASPIRATES کی عدم موجودگی

۲۔ CREBYAL اور دنتی آوازوں کا خلط ملط ہونا

۳۔ مابعد مصوتے یا نیم مصوتے کے اثر کے تحت مصمتے کا تبدیل ہونا

۴۔ لفظ کے آخر میں غیر مسموع بندشی آوازوں کا منفوس ہونا

۵۔ ستخار پراکرت الفاظ میں مصوتے کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے

۶۔ دو مصوتوں کے درمیان /ت/ کو گرایا نہیں جاتا ہے

۷۔ ان /ر/ کو کہیں کہیں گرا دیا جاتا ہے۔

---

[1] لینگویجز اینڈ لٹریچرس آف ماڈرن انڈیا از سنیتی کمار چٹرجی ص ۲۵۶

[2] دی اوریجن آف شنا لنگویجز مشمولہ پاکستانی لنگوسٹکس ۱۹۶۲ء

۸۔ /a/ بحیثیت ایک INDIFINITE MARKER ہے

۹۔ مصمتی خوشے میں ایک مصمتے سے قبل /ر/ کو گرایا نہیں جاتا ہے

۱۰۔ POST POSITIONS کی ایک بڑی تعداد جو دردی زبانوں کی اہم خصوصیت ہے

۱۱۔ عددی نظام بالکل پشاچی طرز کا ہے

۱۲ DEMONSTRATIVE PRONOUNS اشاری ضمائر کا تہرا نظام

۱۳۔ فعل ماضی کی تین صورتیں

۱۴۔ مختلف لفظی ترتیب

گریرسن نے کشمیری اور شنا کے مشترک الفاظ کی ایک فہرست پیش کی ہے۔ یہ الفاظ صوتیاتی اور معنیاتی اعتبار سے بہت حد تک یکساں ہیں۔ ان میں سے چند الفاظ درج ذیل ہیں۔

کشمیری	شنا	اردو معنی
دِ	دِ	دینا
دوٗر	دور	دور
اُچھ	اَچ	آنکھ
بچھ	بچھ	پندرواڑہ
دوٗد	دوُت	دُودھ
اَوُ	آوا	ہاں
سِرِیہ	سوٗریہ	سورج
راتھ	راتی	رات
پتہٕ	پھتو	بعد میں
پھٹ	پُٹ	لوٹا
شاہ	شاں	سانس

دانذ	داٗنذ	بیل

اس نوعیت کے بول چال کے الفاظ کی یکساں صوتیاتی ساخت اور مشترکہ معنی، کشمیری میں دردی سے منسوب اہم خصوصیات کی موجودگی اور اس میں شامل دردی ہندایرانی اور ہندآریائی کی مشترکہ خصوصیات کے پیش نظر گریرسن اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کشمیری شنا کی طرح ایک دردی (پشاچی) زبان ہے جو بعد میں طویل ہندو دورِ حکومت میں سنسکرت کے گہرے اثرات کے سبب سنسکرت رنگ میں رنگ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کی دردی بنیادیں قائم رہتی ہیں۔

کشمیری اپنے ابتدائی دور میں Native Resource oriented رہی ہے یا نہیں اس بارے میں قدیم ترین تحریروں کی عدم دستیابی کے پیش نظر کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ زبان بعد میں Loan oriented زبان کی حیثیت اختیار کرجاتی ہے وجہ ظاہر ہے کہ کشمیر شروع سے ہی مختلف قوموں، تہذیبوں اور مذہبوں کی آماجگاہ رہا ہے اور ان کے باوصف یہاں سُرعت کے ساتھ بڑے پیمانے پر لسانی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ لسانی تبدیلیوں کا چونکہ تمام تر انحصار تہذیبی تبدیلیوں پر ہوتا ہے اس لیے تہذیبی تبدیلیاں جتنی تیز ہوں گی۔ لسانی تبدیلیاں بھی اسی رفتار سے تیز ہوں گی اور تہذیبی تبدیلیوں میں اگر کسی قسم کی کمی یا ٹھہراؤ آئے گا تو لسانی تبدیلیوں میں بھی لامحالہ کمی یا ٹھہراؤ کی کیفیت نمودار ہوگی۔

کشمیر میں بڑے پیمانے پر تہذیبی تبدیلیوں کا سلسلہ ہندوراج کے قیام کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔ بھارتیہ ہندوراج کا آغاز کب سے ہوتا ہے اس پر تاریخ کی کتابوں سے کوئی روشنی نہیں پڑتی ہے البتہ کلہن نے راج ترنگنی میں کشمیر کے قدیم ترین باون[۵۲] ہندو حکمرانوں کا ذکر کیا ہے۔ نیل مت پُران میں ان میں سے چار حکمرانوں کے نام درج ہیں۔ یہ ہیں گوتند اول، اس کا فرزند دامودر، دامودر کی بیوی جسوتی اور بیٹا گوتند دوم۔ محمد دین فوق نے بھی اپنی کتاب "تاریخِ کشمیر" میں کشمیر میں ہندو راجوں کے طویل دورِ اقتدار کا آغاز ان ہی حکمرانوں سے کیا ہے۔ کشمیر میں ہندو راجوں کے طویل دور حکومت کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"شمسی حکومت قائم ہونے کے بعد ۱۳۲۴ تک کشمیر میں ہندو راجوں کے اکیس خاندان یکے بعد دیگرے حکمران رہے اور انہوں نے چار ہزار پانچ سو چار سال تک بڑے شان و شوکت اور استقلال کے ساتھ حکومت کا ڈنکا بجا کر تاریخ عالم میں قابل رشک یادگاریں چھوڑ دیں۔" [1]

ان قابل رشک یادگاروں میں سب سے اہم یادگار کشمیر میں سنسکرت زبان و ادب کا فروغ ہے۔ کشمیر میں سنسکرت زبان کے آغاز کے بارے میں یوں تو کوئی حتمی رائے سامنے نہیں آئی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سنسکرت نے کشمیر میں ارتقا کی کئی منزلیں طے کیں۔ کشمیر میں سنسکرت کے اہم ترین مراکز میں سرینگر اور بیجبہاڑہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان مراکز نے سنسکرت زبان و ادب کے ایسے علما اور دانشور پیدا کیے ہیں جن کی خدمات کو سنسکرت ادب اور تہذیب کبھی فراموش نہیں کر سکے گی لیکن کشمیر میں تخلیق کردہ سنسکرت کا بیشتر سرمایہ سیاسی اتھل پتھل کا شکار ہو چکا ہے پھر بھی جو لٹریچر محفوظ رہا ہے وہ معیار اور مقدار دونوں لحاظ سے پورے ہندوستان کے لیے قابل رشک ہے۔ کشمیر میں سنسکرت زبان و ادب کے فروغ اور افادیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی اسکالروں کے لئے کشمیر کے سنسکرت مراکز کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنا، تحصیل علم کے لیے ان مراکز تک رسائی حاصل کرنا اور یہاں کی مروّجہ ادبی قدروں سے مستفید ہونا ایک خاص معیار بن چکا تھا۔ کلہن کے مطابق کشمیر کا پہلا سنسکرت شاعر گندگ ہے جو راجہ تنجن کے دورِ حکومت یعنی دوسری یا تیسری صدی سے تعلق رکھتا ہے اور ساتویں صدی سے تیرہویں عیسوی تک کا دور کشمیر میں سنسکرت شعر و ادب کے عروج کا زمانہ تھا۔ اس کا ثبوت ولبھ دیو اور سری دار کی دو شعری بیاضیں ہیں جن میں اس دور سے تعلق رکھنے والے ساڑھے تین سو سے زائد شعرا کا کلام موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سنسکرت میں تحریر شدہ بیس کلاسیکل قواعد میں اٹھارہ صرف سرزمین کشمیر میں تحریر کیے گئے ہیں۔ کشمیر میں سنسکرت علوم اور لٹریچر کے فروغ کے پیش نظر البیرونی نے کشمیر کو ہندو سائنس اور علوم کی عظیم دانش گاہ کہا ہے۔ ۲۰۰ ق م سے سنسکرت کشمیر اور وسط ایشیا کے درمیان ایک اہم ترسیلی اور تہذیبی زبان کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ کہا جاتا

[1] تاریخ کشمیر (مکمل) ایڈیشن دوم سال ۱۹۹۲ از محمد دین فوق ص ۴۴

ہے کہ کشمیر سے ہی علماء اور دانشوروں کے ذریعے سنسکرت وسط ایشیا کے اہم مراکز تک پہنچ گئی۔ چناں چہ وسط ایشیا میں بوج پتر کے مخطوطات کی دریافت کشمیر اور وسط ایشیا کے درمیان مضبوط تہذیبی اور لسانی روابط کا بین ثبوت ہے۔ غرض سنسکرت کو کشمیر میں صدیوں تک تہذیبی، سرکاری نیز علمی و ادبی زبان کا درجہ حاصل تھا۔ مزید برآں سنسکرت کشمیر اور وسط ایشیا کے درمیان واحد تہذیبی اور رابطے کی زبان تھی۔ ظاہر ہے کہ اس زبان نے یہاں کی ثقافتی زندگی پر گہرے اثرات مرتسم کیے ہیں۔ سنسکرت زبان کی اس غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر کشمیری زبان و ادب کا سنسکرت زبان و ادب، اور تہذیب سے متاثر ہونا ایک فطری عمل تھا۔ کشمیری چوں کہ اپنی ارتقائی منزلوں سے گزر رہی تھی اس لیے اس نے سنسکرت لفظیات سے اپنا دامن بھرنا شروع کیا۔ یہ سنسکرت الفاظ کہیں اپنی اصلی صورت میں اور کہیں بعض لسانی تبدیلیوں کے ساتھ کشمیری لفظی سرمائے کا ناقابل تنسیخ حصہ بن گئے۔ ان الفاظ کی فراوانی نے بعد کے کئی ماہرین لسانیات کو بھی باور کرایا کہ کشمیری دوسری جدید ہند آریائی زبانوں کی طرح سنسکرت سے نکلی ہوئی ایک ہند آریائی زبان ہے[1]۔

کشمیری میں سنسکرت الفاظ کو دو خاص شعبوں تت سم اور تت بھو میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تت سم وہ الفاظ ہیں جو بغیر کسی صوتیاتی تبدیلی کے استعمال کیے جاتے ہوں جب کہ تدبھو وہ الفاظ ہیں جو مختلف صوتیاتی تبدیلیوں کے ساتھ مروّج ہوں۔ کشمیری میں تت سم الفاظ کی ایک قلیل تعداد ہے اور ان میں بھی بیشتر الفاظ محض کشمیری پنڈتوں تک محدود ہیں، کشمیری پنڈتوں میں بھی یہ الفاظ مذہبیات اور بعض مخصوص تصورات تک محدود ہیں۔ مسلمان یہ الفاظ مکمل طور پر ترک کر چکے ہیں۔ کشمیری پنڈتوں میں مستعمل چند تت سم الفاظ درج ذیل ہیں۔

آتما، آدرش، آشنا، آنند، اُپکار، اپرادھ، اتہاس، امرت، ایشور، برہمن، پاٹھ، پتر، پتنگ، پران، پرجا، پرچار، پرمیشور، پریت، پوجا، پھاگن، پنڈت، پوتر، کتھا، کتھک، کشٹ، کٹھور، کلیان، گرنتھ، گرد، لکشمی، منڈپ، مورکھ، مہا، نمسکار، وچار، وچن، وشواس، وید، وایدنت، وشنو، ہمالیہ، بدھ، یگ، یوگ، دیزہ

جہاں تک تدبھو الفاظ کا تعلق ہے۔ ان کی ایک بڑی تعداد کشمیری میں مستعمل ہے یہ الفاظ پنڈتوں اور مسلمانوں میں بلاتخصیص یکساں طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہاں پر ان الفاظ کی فہرست پیش کرنے

[1] ان ماہرین میں رام چندر رامے، ابہلرا، گریرسن اور سری ناتھ تکو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کے بجائے مخصوص صوتیاتی تبدیلیوں کے پیش نظر چند الفاظ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

کشمیری صوتیاتی نظام میں چوں کہ مسموع منفوس بندشی مصمتوں کا پورا سیٹ غائب ہے اس لیے کشمیری نے اپنے صوتیاتی نظام کے مطابق ایسے تمام الفاظ کو مسموع غیر منفوس مصمتوں میں تبدیل کیا ہے مثلاً

سنسکرت	کشمیری	اردو معنی
بھار	بوٗر	بوجھ
دھن	دن	دولت
دھار	دار	دھار
دھتور	دتُر	ایک خاص قسم کی زہریلی گھاس
گھوٹک	گُر (گُرٕ)[1]	گھوڑا

معکوس دنتی، انفی مصمتہ /ڑ/ Retroflex Dental Nasal بھی کشمیری صوتیاتی نظام میں شامل نہیں ہے اس لیے کشمیری نے ایسے الفاظ کو انفی دنتی مصمتے میں تبدیل کیا ہے مثلاً

کرشنڑ	کرشن	شو کے اوتار کرشن
پرنڑ	پان	پان
کرنڑ	کن	کان
دوگنڑ	دُوگُن	دوہرا

کشمیری زبان کا ایک صوتیاتی رجحان یہ ہے کہ اس میں بعض الفاظ کے آخر میں جب غیر مسموع غیر منفوس بندشی مصمتے کا استعمال ہوتا ہے تو اس میں منفوسیت Aspiration شامل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کشمیری نے دوسری زبانوں سے بغیر منفوسیت والے اس قسم کے مستعار الفاظ میں منفوسیت کا عنصر شامل کر دیا ہے۔

یہی حال سنسکرت سے مستعار الفاظ کی ہے مثلاً

سرپ	سُرپھ	سانپ

---

[1] سرینگر میں گھوڑے کے لیے گُر استعمال ہوتا ہے، جب کہ جنوبی کشمیر میں گُرٕ استعمال کیا جاتا ہے۔

رکتہ	رتھ	لہو
اشٹ	اَٹھ	آٹھ

بعض الفاظ میں /چ/ اور /چھ/ ایفریکیٹ /ژ/ /ژھ/ میں تبدیل ہوئی ہیں۔ مثلاً

پنچک	پنژاہ	پچاس
چتوار	ژور	چار
چھایا	ژھاے	سایہ

کہیں /ج/ /ز/ میں تبدیل ہوا ہے۔

پوجا	پوزا	پوجا
جیو	زو	جان
راجیہ	راز	بادشاہ
جال	زال	زال

کہیں /د/ /ز/ میں تبدیل ہوا ہے۔

ادیہ	از	آج
دوِ	زِ	دو

کہیں /ی/ /ج/ میں تبدیل ہوا ہے۔

یتن	جتن	جتن، کوشش
یوگی	جُوگ	جوگی

جہاں تک مصوتوں کا تعلق ہے۔ ان میں بھی تغیر و تبدل کی مثالیں نظر آتی ہیں مثلاً سنسکرت کے طویل مصوتوں والے بعض الفاظ کشمیری میں خفیف مصوتوں کے ساتھ مستعمل ہیں یا پھر طویل مصوتوں کو گرادیا جاتا ہے مثلاً

سنسکرت	کشمیری	اردو معنی
نی /ni:/	نِ /ni/	لے
کتھا /katha:/	کتھ /kath/	بات، کہانی
مالا /ma:la:/	مال /ma:l/	مالا
کدا /kada:/	کر /kar/	کب
دھاو /dha:v/	دَو /dav/	دوڑ

کہیں کہیں خفیف مصوتوں کو طویل بنانے کا رجحان ملتا ہے۔

کرم /karm/	کآم /kə:m/
پرٹن /parn/	پان /pa:n/

کشمیری میں دخیل سنسکرت الفاظ کی ہیئت اس قدر تبدیل ہو گئی ہے کہ ان کی پہچان ناممکن ہو گئی ہے یہاں تک کہ لغت سے بھی کسی قسم کی مدد حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور غلط نتائج بھی مرتب ہونے کا احتمال ہے۔

کشمیری پر سنسکرت کے گہرے اثرات کی نمایاں مثالیں شتی کنٹھ کی مہانے پرکاش اور للہ عارفہ یا لل دید کا کلام ہے۔ للہ عارفہ کے کلام سے اس بات کا بخوبی احساس ہوتا ہے کہ کشمیری نے للہ عارفہ کے زمانے تک یعنی چودھویں صدی عیسوی تک زبان و ادب کے لحاظ سے ارتقا کی کئی منزلیں طے کر کے ایک خاصی ترقی یافتہ زبان کی شکل اختیار کی تھی اور اس میں دقیق اخلاقی اور فلسفیانہ مضامین نظم کرنے کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی۔ شیو[1] فلسفے کے گہرے اور بلند خیالات کو لطیف و بلیغ پیرائے میں بیان کرنے کے لیے سنسکرت (تت سم و تدبھو) الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا۔ چناں چہ ان کے کلام میں مندرجہ ذیل الفاظ کا استعمال تواتر کے ساتھ ملتا ہے۔

دیپ، پرکاش، شنکر، تیرتھ، سوکھ (سُکھ) موکھ (درشن) ہری یا ہریہ (سورج)، امرت، شو، گنگ (گنگا)، گیان، منش، گور (گرو)، واکھ (واکیہ۔ للہ عارفہ کا کلام) ، وو پدیش (اپدیش)،

---

[1] ہندوستان کے فلسفوں میں کشمیر کے شیو فلسفے کو خاص امتیاز حاصل ہے۔

شیت (شیتہ بمعنی سردی) ویش، گگن، راتھ (رات)، گپتھ (پوشیدہ) کیشو، اوچار، مورکھ، سمار (سنسار)، شمبو، شکھتہ (شکتی)

للہ عارفہ کے کلام میں عربی فارسی کا بھی ہلکا سا اثر ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واکھوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

شِو چھُے تھلِہ تھلِہ روزان

مو زان ہیوتہ تہ مسلمان

ترُکے چھکھ تہ پنُن پان زان

اَدِ چھے صاحبس سیتی زانی زان۔

(شو ہر جگہ موجود ہے، ہندو اور مسلمان کے بعید بھاؤ کی طرف نہ جا، اگر تم سمجھ دار تو اپنے آپ کو پہچان، تبھی ایشور کو پہچان سکو گے)

منز باگ بازرس قلفہ روس وان گوم

تیر تہ روس پان گوم کُس مالہِ زانے

(میں بیچ بازار کی ایسے دکان کی مانند ہوں جو بغیر قفل ہو، میرا وجود تیرتھ پائے بنا رہا یہ (درد) کون جان سکتا ہے)

مُڈس گیان کتھ نو ونزے

خرس گور دینہ راوی دوہ

نیکہِ شاٹس پھل نہ ووی نے

کوم یا جن راو ژُی زنو تیِل

(نادان کو گیان کی باتیں نہیں کہنا، گدھے کو گڑ کھلاتے اپنا وقت ہی ضائع ہوگا۔ ریتلی زمین میں بیج نہیں بونا اور بھوسے کی روٹی پر تیل ضائع نہ کرنا۔

ببری لنگس مُشک نو مورے

ہونی لبتہ کوفور نیری نہ زاہ

(ریحان کی ٹہنی سے خوشبو کبھی نہیں جائے گی، کتے کی کھال سے کافور نکلنے کی خواہش فضول ہے)

مندرجہ بالا واکھوں میں تت سم اور تت بھو الفاظ کے ساتھ ساتھ عربی فارسی کے یہ الفاظ یعنی مسلمان، صاحب، بازر (بازار) قلف (قفل)، خر، مُشک، لبتہ (لبتہ)، کوفور (کافور) بھی مستعمل ہیں ان کے علاوہ علم، اصل، ناد، مرد، باغ، مسخر، رنگ، دکان، کوہ، گل، خار وغیرہ الفاظ کا استعمال بھی للہ دید

کے کلام میں نظر آتا ہے۔ لیکن عربی فارسی کے اثرات علمدارِ کشمیر حضرت شیخ نور الدین ولیؒ کے کلام میں زیادہ نمایاں ہیں۔ کشمیری زبان پر عربی فارسی کے اثرات کی شروعات دینِ اسلام کے پھیلاؤ کے ساتھ ہی ہوتی ہیں اور کشمیری زبان ایک نئے لسانی انقلاب سے دوچار ہو جاتی ہے۔ کشمیر میں دینِ اسلام کے پھیلاؤ اور اس کی بدولت کشمیری ثقافت پر دور رس اور ہمہ گیر تبدیلیوں کے پس منظر پر بات کرنے سے پہلے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ہندو دورِ حکومت میں کشمیر بدھ مت کا بھی ایک اہم مرکز رہا ہے۔ بدھ مت آٹھویں صدی عیسوی میں کشمیر سے ہی چین، تبت، افغانستان، تاشقند، یارقند اور دوسرے علاقوں تک پھیل گیا، کشمیر، ہندوستان، وسط ایشیا، تبت اور چین کے درمیان گہرے تہذیبی اختلاط اور روابط کا سب سے اہم محرک بھی بدھ مت ہے۔ اشوک کے دورِ حکومت میں کشمیر بدھ مت کا ایک اہم مرکز بن کر ابھرا تھا۔ چنانچہ اشوک نے کشمیر کا دو بار دورہ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سرینگر شہر کی بنیاد اشوک نے ہی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ بدھ مت کی تیسری عالمی کانفرنس کنشک کے دور میں ہارون میں منعقد ہوئی تھی۔ اشوک نے بدھ مت کی تعلیمات کی اشاعت کے لیے پالی کا سہارا لیا تھا اس لیے عین ممکن ہے کہ اشوک کے دور میں کشمیر ایک اہم مرکز ہونے کی وجہ سے پالی کے الفاظ بھی کشمیری میں داخل ہوئے ہوں گے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ ان الفاظ کی شناخت ابھی تک ممکن نہیں ہو سکی ہے۔ بدھ مت کے توسط سے اس دور میں وسط ایشائی اور چینی الفاظ بھی کشمیری لفظیات میں داخل ہوئے ہوں گے۔ ٭

○
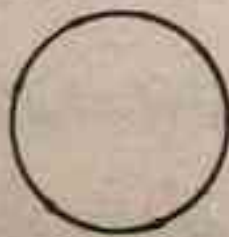
کشمیر میں دینِ اسلام ۷۲۵ ہجری بہ مطابق ۱۳۲۴/۱۳۲۵ء میں اس وقت پھیلنا شروع ہوگیا جب حضرت سید عبد الرحمان شرف الدین بلبل شاہؒ وارد کشمیر ہوئے اور لداخی شہزادے رینچن نے ان کے ہاتھوں دعوتِ اسلام قبول کی ہے۔ رینچن بدھ مت کا پیروکار تھا لیکن اس کے عہد میں کشمیر میں قمار بازی، شراب نوشی اور بدکاری جیسی بے ہودگیاں عروج پر تھیں۔ رینچن اس ماحول سے بے حد دل برداشتہ تھا اور اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح اُسے روحانی تسکین حاصل ہوسکے۔ بدھ مت اور ہندو مت میں اُسے اس روحانی تسکین کی کوئی صورت نظر نہیں آئی، اُس نے بدھ مت اور ہندو مت کے کئی رہنماؤں سے بھی رجوع کیا لیکن اُسے وہ طمانیتِ قلب میسر نہ ہوسکی جس کی اُسے حقیقی تلاش تھی۔ حضرت سید عبد الرحمان شرف الدین بلبلؒ سے ملاقات کے بعد اُسے اس دیرینہ اور حقیقی خواہش کی تکمیل کی واضح صورت نظر آئی اور فوراً مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ضروری ہے کہ اُس سے پہلے بہت سے لوگ دعوتِ اسلام قبول کرچکے تھے لیکن حکومتِ وقت کے خوف اور ڈر سے اس کا اعلانیہ اظہار نہیں کرسکتے تھے۔ اب جب کہ بادشاہِ وقت بھی اسلام قبول کرچکے تھے تو ان لوگوں نے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کا کھلم کھلا اظہار کیا۔

ریچن[1] کے زمانے سے کشمیر میں باضابطہ اسلامی حکومت[2] کا آغاز ہوتا ہے محمد دین فوق لکھتے ہیں۔

"ریچن کے زمانہ سے شاہانِ اسلام کی حکومت کا دور شروع ہوتا ہے اگرچہ خود تو اس نے دو ڈھائی سال سے زیادہ حکمرانی نہیں کی لیکن اس عرصہ میں یہ شخص مذہب اسلام کی بنیاد ایسی مستحکم ڈال گیا کہ آہستہ آہستہ تقریباً تمام ملک اسی کا پیرو بن گیا۔"[3]

کشمیر صحیح معنوں میں اس وقت دینِ اسلام سے منور ہونا شروع ہوا جب چودھویں صدی عیسوی کی ساتویں دہائی میں ختلان سے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ، جو شاہ ہمدانؒ کے نام سے معروف ہیں، اپنے ساتھیوں (سادات)[4] سمیت واردِ کشمیر ہوئے۔ ان کی آمد سے یہاں نہ صرف وسیع پیمانے پر لوگوں کا مذہب تبدیل ہوا بلکہ رسم و رواج اور فنی و ثقافتی مزاج بھی تبدیل ہوگیا۔ اہلِ کشمیر شاہ ہمدانؒ اور ان کے ساتھیوں کے احسان مند ہیں کہ ان کی آمد نے کشمیر کی مذہبی، تہذیبی اور تاریخی قدروں کو حیرت انگیز تبدیلیوں سے روشناس کیا اور کشمیر پر وسط ایشیائی اور ایرانی تہذیب کے اتنے گہرے اثرات مرتب کیے کہ اس کو "ایرانِ صغیر" کہا جانے لگا۔ وسط ایشیا اور ایران انقلابِ اسلام کے بعد جن تہذیبی عوامل کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہوگیا تھا۔ وہ تمام عوامل حضرت سید علی ہمدانیؒ کے ایما پر کشمیر میں مروج ہوئے۔ یہ اثرات زبان و ادب سمیت تمام فنی اور تہذیبی پہلوؤں پر آسانی کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ شاہ ہمدانؒ اور سادات بلخ، بخارا،

---

[1] ریچن سہدیو کے بعد ملک صدرالدین کے نام سے تخت نشین ہوا۔

[2] حال ہی میں نسخۂ فتح اللہ الکشمیری کی حیرت انگیز دریافت سے کشمیر میں اسلام کی تاریخ تریاسی سال آگے چلی جاتی ہے۔ یہ نسخہ ۶۳۵ ہجری بہ مطابق ۱۲۳۷ء میں لکھا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے محمد یوسف ٹینگ کا مضمون قرآنیات کی ایک انقلاب انگیز دریافت نسخۂ فتح اللہ الکشمیری مشمول شیرازہ جلد ۲۶ شمارہ ۵ مئی ۱۹۸۷ء شائع کردہ جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر

[3] تاریخ کشمیر (مکمل) از محمد دین فوق ایڈیشن دوم ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۲۰۲ تا ۲۰۲

[4] روایت ہے کہ ان کے ساتھ سات سو سادات کشمیر تشریف لائے تھے۔ ان کی تبلیغی کوششوں سے دینی رفقا کی تعداد ... ۲۴ تک پہنچ گئی تھی۔

خراسان اور وسط ایشیا کی ان ریاستوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں کی سرکاری زبان فارسی تھی۔ چوں کہ یہ سادات اور بذات خود سید امیر کبیرؒ اور ان کے فرزند میر محمد ہمدانیؒ اور ان کے تین سو ساتھی سادات اسلام کے تبلیغی مشن پر آئے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے وادی کے مختلف حصوں میں خانقاہیں تعمیر کیں جہاں انہوں نے اپنے خیالات اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے فارسی زبان کا سہارا لیا۔ یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے۔ کہ ان میں اکثر سادات تیمور کے ظلم و جبر سے تنگ آکر کشمیر میں جائے پناہ کی تلاش میں آئے تھے لیکن اپنی ذاتی قابلیت اور پرہیز گاری کے سبب وہ یہاں کے سیاسی افق پر بھی چھا گئے۔ مقامی لوگ روحانی تسکین اور دینِ اسلام کی صحیح پیروی کے لیے ان سادات اور علما کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ اور ان کے قائم کیے ہوئے مدارس میں وعظ و تبلیغ سننے لگے۔ اس طرح فارسی یہاں کی عوامی زندگی پر چھانے لگی۔ عوامی اور کاروباری زندگی میں فارسی زبان کے بڑے پیمانے پر عمل دخل کی وجہ سے شاہمیری دورِ حکومت میں فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ سنسکرت جو صدیوں سے یہاں رائج تھی، فارسی کی مقبولیت کے سامنے بے اثر ثابت ہو گئی اور آہستہ آہستہ یہاں کے شعر و ادب سے غائب ہونا شروع ہوئی۔ فارسی نہ صرف تعلیم یافتہ طبقوں کی زبان بن گئی بلکہ دور دراز دیہی آبادیوں میں بھی سرایت کر گئی۔ برہمن، سادھو، سنیاسی تھوڑی دیر تک سنسکرت کے ساتھ چپکے رہے لیکن ایک تو نوکریوں اور دربار میں رسائی حاصل کرنے کی خاطر اور پھر نئی تہذیبی تبدیلیوں اور تقاضوں کے پیشِ نظر وہ بھی فارسی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس پوری صورتِ حال سے کشمیری زبان و ادب کو بھی گہرا دھچکا لگا، چوں کہ صدیوں تک سنسکرت نے اور پھر بادشاہوں اور علما کی بے توجہی نے کشمیری زبان و ادب کو کھل کر پنپنے کا موقع نہیں دیا اس لیے فارسی نے بھی بہت جلد کشمیری کو ایک معمولی زبان سمجھ کر پسِ پشت ڈال دیا لیکن یہاں کی عوامی اور تہذیبی زندگی میں فارسی کے عمل دخل نے آہستہ آہستہ کشمیری زبان کو متاثر کرنا شروع کیا۔ کشمیری زبان کم سے کم بول چال کی حد تک فارسی اور فارسی کے توسط سے عربی عناصر کو اپنے اندر جذب کرنے لگی اور پھر آہستہ آہستہ شعر و ادب میں بھی جگہ پانے لگے۔ حضرت شیخ العالمؒ کا کشمیری کلام اس کا بیّن ثبوت ہے۔ شیخ العالمؒ جو کشمیر میں علمدارِ کشمیر اور نند ریشی کے القاب سے

معروف ہیں، نے کشمیری زبان کو اس وقت سہارا دیا جب یہ فارسی کے غلبے سے اگر عوامی سطح پر نہیں لیکن کم سے کم ادبی سطح پر ضرور معدوم ہو رہی تھی۔ شیخ العالمؒ نے سنسکرت الفاظ کے ساتھ ساتھ فارسی اور معرب عربی الفاظ استعمال کر کے کشمیری شعری ڈکشن کو ایک نئی پرت سے روشناس کیا۔ ان کے کلام میں خُدا (خدا)، صاف، قلاقند، عمر، رضا، غذا، راضی (راضی)، حق، کارسازی، طاقت، کوہ، گل، شیطان، ناحقہ (ناحق) بازر (بازار)، ناو، قبر، سامان، پیر، قوربان (قربان) دکان، جان، دُنیا، یار، شکر، نفس، صاحب، خدمت، ساپر (مسافر) زہر، جسم، آخرت، دین، فاقہ (فاقہ) وغیرہ جیسے عربی فارسی الفاظ کی ایک بڑی تعداد مستعمل ہے ان کے ساتھ ساتھ گوپھ (گپھا) تپ (تپیا) پونی (پانی) سمسار (سنسار) سورگ (سورگ) برم (دھوکہ) راز (راجہ) مد (خمار، نشہ) لوٗب (لوبھ، حرص، لالچ) موہ (خواہش، لالچ) وغیرہ جیسے تت سم اور تدبھو الفاظ کا استعمال بھی ہے۔ للہ عارفہ اور شیخ العالمؒ چونکہ قریب العصر تھے اس لیے ان کے ہاں موضوعات کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کا بڑا اشتراک بھی نظر آتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ شیخ العالم کے ہاں للہ دید کے مقابلے میں عربی فارسی کا زیادہ گہرا اثر ہے۔

زین العابدین بڈشاہ کے دورِ حکومت میں سنسکرت، فارسی اور کشمیری تینوں زبانوں کی ترقی کی یکساں راہیں کھل گئیں۔ ان کے دور میں کشمیری پہلی بار سرکاری قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی۔ سلطان چونکہ خود بھی ایک علم دوست شخص تھے اور کئی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے اس لیے ان کے ایما پر کئی علمی کام انجام دیئے گئے مثلاً پہلی بار سنسکرت اور فارسی کتابوں کے کشمیری تراجم کیے گئے۔ حضرت شیخ العالمؒ کے کشمیری کلام کا فارسی ترجمہ ملا احمد نے کیا جو بیک وقت عربی، فارسی، سنسکرت اور کشمیری کے عالم و فاضل تھے۔ اس کے علاوہ بڈشاہ کے دور میں سوم بٹ نے کشمیری نثر میں زینہ چرت لکھ کر کشمیری نثر کی ترقی کے امکانات روشن کیے۔

چک مغل اور افغان دور میں کشمیری پر فارسی کے اثرات اس وقت شدت سے ظاہر ہونے لگے جب مقامی شعرا فارسی کے ساتھ ساتھ کشمیری زبان میں بھی طبع آزمائی کی طرف مائل ہوئے۔ ان شعرا نے فارسی اصناف، اسالیب، ڈکشن اور موضوعات مستعار لے کر کشمیری زبان کو ہر لحاظ سے نئی وسعتوں

سے آشنا کر کے فارسی آمیز بنا دیا۔ سنسکرت کے گھسے پٹے الفاظ کی جگہ عربی فارسی کے نرم اور سبک الفاظ استعمال ہونے لگے۔ یہ عمل چوں کہ نئی سماجی، سیاسی، تہذیبی اور لسانی مجبوریوں کے تحت ہوا اس لیے غیر محسوس طریقے پر عربی اور فارسی الفاظ کشمیری سرمایۂ الفاظ کا جزو لاینفک بن گئے۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں مثلاً ادب و جمالیات، فنونِ لطیفہ، مذہب، سیاست و ملکی نظم و نسق، اعضائے جسم، لباس، رہن سہن، خورد و نوش، القاب و آداب، امراض و تشخیص، فوج، پھل پھول، موسم و آب و ہوا، تحریر و تقریر وغیرہ سے ہے۔ اس نوعیت کے الفاظ کشمیر میں جدید وسط ایشیائی اور اسلامی تہذیب کی فتح مندی اور فروغ کے ساتھ ساتھ بڑے پیمانے پر مذہبی اور تہذیبی تبدیلیوں کا واضح اشارہ ہیں۔ یہ الفاظ ظاہر ہے کہ پہلے دو لسانی اشخاص Bilinguals کے ذریعے کشمیری میں منتقل ہو چکے ہیں اس لیے اپنی ابتدائی صورتوں میں ماخذ زبان کی صوتیات اور معنیات کے عین مطابق ہی در آئے ہوں گے لیکن آہستہ آہستہ عوامی استعمال سے ان میں صوتیاتی، مارفیمی اور معنیاتی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں، یہاں تک کہ یہاں کے لوک محاوروں میں بھی سرایت کر گئے۔

دوسری زبان یا زبانوں کے الفاظ مستعار لینے سے کوئی زبان کسی زبان یا زبانوں کی مقلد یا تابع نہیں ہو جاتی ہے بلکہ وہ ان الفاظ کو اپنی ساخت اور مزاج کے مطابق اپنا کر اپنے اندر نئی تبدیلیوں کی قبولیت کے ساتھ ساتھ ایک خاص قسم کی وسعت اور قوت پیدا کرتی ہے۔ دراصل ایک زبان کئی ذیلی نظاموں کا ایک تہہ دار اور پیچیدہ نظام ہوتی ہے اور ہر ذیلی نظام کے اپنے مخصوص اصول اور قواعد ہوتے ہیں جو ایک زبان کے کلی قواعدی نظام کے تابع ہونے کے ساتھ ساتھ زبانوں کے آفاقی اصولوں Universal principles کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ ایک زبان کے لفظوں کی تشکیل اس کے صوتیاتی اور مارفیمی اصولوں کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ یہ زبان جب دوسری زبانوں سے الفاظ مستعار لیتی ہے تو انہی اصولوں کے مطابق اپنا لیتی ہے۔ لیکن بعض اوقات کسی زبان کے گہرے اثرات قبول کرتے ہوئے اپنے اندر اس کی کچھ مخصوص آوازوں کو بھی اپنے اندر جذب کرتی ہے یہ آوازیں آہستہ آہستہ اپنے ساتھ لفظوں کی بڑی تعداد درآمد کرنے کا موجب بن جاتی ہیں مثلاً فارسی اور فارسی کے توسط سے عربی

کے گہرے اثرات کے سبب فارسی اور عربی کی کچھ آوازیں اردو کے صوتیاتی نظام میں دخیل ہوئی ہیں جو آج اردو صوتیاتی نظام کا ناقابلِ تنسیخ حصہ بن چکے ہیں ان میں ق، ف، ز، ژ، خ، غ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ آوازیں اکثر اردو علاقوں میں صحیح مخرج کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں لیکن لفظوں کی تشکیل میں ان آوازوں کا استعمال عربی فارسی اصولوں کے تابع نہیں بلکہ اردو کے کلی صوتیاتی مزاج کی مقلد ہیں۔

کشمیری نے جن زبانوں کے الفاظ سے اپنا خزانہ بھرا ہے ان میں عربی فارسی الفاظ کی بڑی تعداد ہے (جن کی طرف پچھلے صفحات میں اشارہ کیا گیا ہے) لیکن کشمیری نے ان لفظوں کی کثیر تعداد قبول کرنے کے باوجود عربی فارسی کی کسی آواز کو اپنے صوتیاتی نظام میں جگہ نہیں دی ہے سوائے فریکٹو [ف] کے جو محض کشمیری کی سرینگری بولی Srinagar Dialect تک محدود ہے۔ باقی تمام آوازوں کو کشمیری نے اپنے صوتیاتی مزاج کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے روشناس کیا ہے [1] ان میں چند اہم صوتیاتی تبدیلیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مصمتی تبدیلی

[ق] جو ایک لہاتی بندشی آواز ہے، کشمیری میں بندشی آواز /ک/ میں تبدیل ہوتی ہے مثلاً

قد	>	کد
تقدیر	>	تکدیر
سبق	>	سبکھ [2]

[غ] جو ایک غیر مسموع غشائی فریکیٹو آواز ہے کشمیری میں غیر مسموع منفوس غشائی بندشی آواز میں تبدیل ہوتی ہے مثلاً

خاموش	>	کھاموش

---

[1] تحریر میں عربی فارسی آوازوں کے حروف کا استعمال برابر ہوتا ہے اور اس طرح ایک طویل اور دور رس تہذیبی رشتے کے عکاس ہیں۔

[2] [ق] بعض الفاظ میں مسموع غشائی بندشی آواز [گ] میں تبدیل ہوتی ہے مثلاً نقارہ > نگار

مُجُز > مکُھبر

شوخ > شوکھ[1]

مسموع غشائی فریکیٹو (چِستانی) [غ] مسموع غشائی بندشی آواز [گ] میں تبدیل ہوتی ہے مثلاً

غم > گم

دغا > دگا

باغ > باگ

[ف] جو ایک غیر منفوس لب دنتی چستانی آواز ہے سرینگر کی کشمیری میں صحیح مخرج کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ لیکن دیہاتی کشمیری (کمرازی اور مرازی دونوں علاقوں میں) منفوس دولبی بندشی [پھ] میں تبدیل ہوتی ہے مثلاً

فدا > پھدا

دفتر > دپھتر

شغاف > شپھاپھ وغیرہ

اسی طرح عربی کی مخصوص آوازیں [ث] اور [ص]، [س] میں تبدیل ہوتی ہیں

[ض] [ظ] اور [ذ]، [ز] میں تبدیل ہوتی ہیں

[ط] [ت] میں تبدیل ہوتی ہے

اور [ح] کو [ہ] میں تبدیل کیا جاتا ہے

جہاں تک [ع] کا تعلق ہے یہ جب لفظ کے شروع میں آتا ہے تو کئی تبدیلیوں سے دوچار ہو جاتا ہے مثلاً

۱۔ بعض الفاظ میں /ی/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

علاج > یلاج

عبادت > یبادت (یبادتھ)

---

[1] بعض گھرانوں میں [ق] [غ] اور [خ] کو صحیح مخرج کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔

عنایت > ینیات (ینایتھ)

عبرت > یبرت (یبرتھ)

عید > ید وغیرہ [1]

۲۔ کہیں کہیں [و] میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

عُمر > وُمر

عُرس > وڈرس

عریان > وریان

عبور > وبوڑ وغیرہ

۳۔ لفظ کے شروع میں کہیں کہیں [اَ] [ə] میں تبدیل ہوتا ہے

عرفہ > ارفہ

عرب > ارب

عذاب > اذاب وغیرہ

۴۔ [ع] کے فوراً بعد جب [آ] [ɑ:] [2] استعمال ہوتا ہے تو /ع/ کو گرا دیا جاتا ہے اور [ɑ:] کو [ɔ:] میں تبدیل کیا جاتا ہے مثلاً

عابد > آبد

عاجز > آجز

---

[1] [ع] کہیں بھی صحیح مخرج کے ساتھ ادا نہیں ہوتا ہے لفظ کے شروع میں یہ [ی] [و] کے ساتھ ساتھ [اِ] اور [اُ] کے ساتھ بھی ادا ہوتا ہے مثلاً عبادت/عنایت وغیرہ کو ابادت، اِنایت اور عُمر کو اُمر بھی بولا جاتا ہے گویا اس طرح کے الفاظ میں [ی] اور [اِ]، [و] اور [اُ] آزادانہ تغیر Free variation میں مستعمل ہیں۔

[2] /ɑ:/ پست طویل مصوتے کو ظاہر کرتا ہے۔

عازم > آزم وغیرہ

۵۔ بعض الفاظ میں [ع] کو گرا کر اس کے فوراً بعد وقوع پذیر ہونے والے طویل مصوتے کو بغیر کسی تبدیلی کے ادا کیا جاتا ہے مثلاً

عام > آم

عاشق > آشق (آشکھ)

عادت > آدت (آدتھ) وغیرہ[1]

وسطی ماحول میں [ع] کئی طرح کی تبدیلیوں سے متعارف ہوتا ہے مثلاً

۱۔ کہیں اس کو [آ] / : ے / میں تبدیل کیا جاتا ہے مثلاً

تعریف > تاریف

تعمیر > تامیر

تعلیم > تالیم وغیرہ[2]

۲۔ کہیں بعض الفاظ کے وسطی ماحول میں اس کو فارسی اور اردو کی طرح [آ] [: ہ] سے ہی تبدیل کیا جاتا ہے مثلاً

دعوت > داوت (داوتھ)

شعر > شار

معشوق > ماشوق (ماشوکھ) وغیرہ

---

[1] فارسی اور اردو رسم خطوں میں [ا] جب لفظ کے بیچ میں آتا ہے تو [آ] [: ہ] کی آواز دیتا ہے، کشیری میں یہ لفظ کے وسط میں کہیں /: ہ/ کی آواز دیتا ہے مثلاً ساد (سادہ) فالج (فالج) داد (دادا) اور کہیں کہیں /: ے/ کی آواز دیتا ہے مثلاً نادم (نادم) عازم (عازم، آزم) وغیرہ

[2] [ع] ان الفاظ میں [آ] [: ہ] کی نمائندگی کرتا ہے اس لیے [آ] کی تبدیلی کے پیش نظر اس کو [: ے] میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

۲۔ کہیں اس کو نیم مصوتہ [ی] میں تبدیل کیا جاتا ہے مثلاً

تعداد > تیداد

شاعر > شائیر وغیرہ

۳۔ اور کہیں اس کو [اَو] [ō] میں تبدیل کیا جاتا ہے مثلاً

تعصب > توصُب وغیرہ

جہاں تک لفظ کی آخری حالت کا تعلق ہے کہیں کہیں اس کو مکمل طور حذف کیا جاتا ہے مثلاً

اطلاع > اِطلا

مطلع > مطلا

شروع > شرُو وغیرہ

اور کہیں اس کو [اَ] [a] میں تبدیل کیا جاتا ہے

جمع > جمَہ

نفع > نفَہ وغیرہ

/ژ/ خالص فارسی ہے جو صوتیاتی اعتبار سے ایک مسموع تالوی فرکیٹو آواز ہے، کشمیری نے اس آواز کو اپنے صوتیاتی نظام میں جگہ نہیں دی ہے البتہ کشمیری رسم خط میں یہ ایک تحریری علامت (ترسیم Grapheme) ہے جو فارسی /ژ/ کے بجائے کشمیری کی ایک مخصوص آواز الفریکیٹ /ts/ /ژ/ کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور جب اس میں دو چشمی کا اضافہ کیا جاتا ہے تو منفوس الفریکیٹ /ژھ/ /tsh/ کو ظاہر کرتی ہے مثلاً

ژالن /tsa : lan/ (کانگڑی کی آگ کو کانگڑی میں اوپر نیچے یا دائیں بائیں کرنے میں استعمال ہوتی ہے)

ژھاوُل / tsha : vul / (بکرا) وغیرہ

کشمیری نے فارسی /ژ/ / ژ / جو ایک مسموع تالوی فرکیٹو ہے[1] سے تشکیل شدہ صرف ایک فارسی ترکیب

---

[1] اس کا غیر مسموع تالوی فرکیٹو [ʃ] ہے۔ جو کشمیری اور فارسی دونوں زبانوں میں مستعمل ہے۔

"تیرِ مژگاں" مستعار لی ہے اور یہ محض شاعری یا ادب تک محدود ہے۔ اس ترکیب میں کشمیری نے فارسی /ژ/ کو /ج/ میں تبدیل کیا ہے۔ رُسل میر (رسول میر) کا ایک مشہور شعر ہے

اَتھ ناوِ نس بیٹھ ہم کھوُر چھکھ وایاں   یمن عاشقن تیرِ مژگان (مجگاں) لایاں[1]

(اس کشتی کے اگلے حصے پر بیٹھ کر چپو چلاتی ہو اور ان عاشقوں پر تیرِ مژگاں چلاتی ہو)

کشمیری نے [پ] اور [گ] سے تشکیل شدہ بہت سے الفاظ بھی فارسی سے مستعار لیے ہوئے ہیں۔ یہ دو آوازیں چوں کہ کشمیری صوتیات کا حصہ ہیں اس لیے ان الفاظ میں کوئی نمایاں تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے۔

کشمیری میں لفظ کے آخر میں غیر مسموع غیر منفوس بندشی مصمتے کو منفوس بنانے کا رجحان ملتا ہے اس لیے ایسے تمام عربی فارسی الفاظ جن کے آخر میں غیر مسموع غیر منفوس بندشی کا استعمال ہے، کشمیری میں دخیل ہونے کے بعد منفوسیت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں مثلاً

علامت	>	علامتھ	
قیامت	>	قیامتھ	
شک	>	شکھ	
پاک	>	پاکھ	وغیرہ

لیکن یہ الفاظ جب مختلف حالتوں اور کیفیتوں (CASES) میں استعمال ہوتے ہیں تو ان کی منفوسیت غائب ہو جاتی ہے مثلاً علامتن، قیامتس، شکس، پاکی وغیرہ

کشمیری صوتیات کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ لفظ کے آخر میں یہ غیر مسموع دنتی اور تالوی ذریکو (چتانی) آوازوں یعنی [س] اور [ش] کے بعد غیر مسموع دنتی بندشی آواز /ت/ کو بالکل برداشت نہیں کرتی ہے۔ چناں چہ ایسے تمام عربی اور فارسی الفاظ جن کے آخر میں [س] اور [ش] کے بعد [ت] کا استعمال ملتا ہے کشمیری اپنی صوتی عادت کے مطابق ان میں [ت] کو گرا دیتی ہے مثلاً

---

[1] کشمیری میں فارسی /ژ/ (ژ) کو / الفریکیٹ [ژ] [dz] میں تبدیل کرنے کے بجائے کشمیری /ج/ میں تبدیل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ الفریکیٹ [ژ] کے بجائے [ج] [ژ] [ژ] سے قریب تر ہے۔

دوست > دۆس

پوست > پۆس

مست > مس

گشت > گش

برداشت > برداش

زبردست > زبردس

قسط (قست) > قِس وغیرہ

اسی صوتی عادت کے مطابق اہلِ کشمیر اپنی روزمرہ گفتگو میں داشت نہ داشت، داشت آیدلبکار کو بالترتیب داش نہ داش اور داش آیدلبکار استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن مندرجہ بالا الفاظ بھی جب مختلف حالتوں Inflectional cases میں استعمال ہوتے ہیں تو [ت] کو گرایا نہیں جاتا ہے۔ مثلاً دوستی، دوستن (دوستوں کو) یا (دوست نے)، دوستس (دوست کو)، مستی منز (نشے میں)، گشتی، گشتی پارٹی، زبردستی، قسطن، وغیرہ

کشمیری لفظ کے آخر میں مصمتی خوشے Consonant cluster بھی برداشت نہیں کرتی ہے۔ اس لیے عربی اور فارسی کے تمام الفاظ کے آخر میں مصمتی خوشے کو توڑنے کا رجحان ملتا ہے مثلاً

لفظ /lafz/ > لَفِظ /lafəz/

حُسن /husn/ > حُسُن یا خوسُن /həsun/

فکر /fikr/ > فِکِر /fikir/

عشق /išq/ > عُشِق /əšik/ وغیرہ

اسی طرح لفظ کے آخر میں /ہ/ کو گرا کر خفیف مصوتہ /ہٖ/ کا اضافہ کیا جاتا ہے[1] مثلاً

زندہ > زِنٛد

---

[1] اردو میں /ہ/ کو /آ/ /:ہ/ میں تبدیل کیا جاتا ہے

بندہ > بنٛد

جلوہ > جلوٕ

جلوہ > جلوٕ وغیرہ

مصوتی تبدیلی

کشمیری زبان کا اپنا ایک منفرد مصوتی نظام ہے' اپنے ارتقا کے دوران دوسری زبانوں سے گہرے اثرات قبول کرنے کے باوجود اس نے کسی زبان کا کوئی مصوتہ قبول نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے تمام الفاظ جو اس نے دوسری زبانوں سے مستعار لیے ہیں' میں مصوتوں کی تبدیلی کا نمایاں رجحان نظر آتا ہے۔ یہاں پر مصوتوں کی تبدیلی کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

[اِ]' [ای] اور [اے] جب لفظ کے شروع میں آتے ہیں تو انہیں نیم مصوتہ [ی] میں بھی تبدیل کیا جاتا ہے۔

انتظار > ینتظار

ابلیس > یبلیس

اِجابت > یجابتھ

اِخلاص > یخلاص

یخلاص گوٚ اۆدیُٚ پنٛ تے عاشق تتھی ولنٛے آئے (محمود گامی)
(اخلاص باریک دھاگہ ہے' عاشق اسی کی لپیٹ میں آگئے ہیں)

ایمان > ییمان

اعتبار > ییتبار وغیرہ

بعض لوگ اور خاص کر پڑھا لکھا طبقہ بعض موقعوں پر اس کو اصل تلفظ یعنی [اِ] کے ساتھ بولتے ہیں۔ پست وسطی طویل مصوتہ [آ] [a:] لفظ کے درمیان میں [c v c] ماحول کے بغیر تمام دوسری صورتوں میں [آ] [ɔ:] میں تبدیل ہوتا ہے۔ مثلاً

آبادی < آبآدی

داخل < دآخل

باریک < بآریکھ

لیکن مرکب لفظوں میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً

گلستان، پرستان، پھول دان، قلمدان، سائبان، بیابان وغیرہ

دفتانگ Diphthong [ei] لفظ کے وسط میں [آ] میں تبدیل ہوتا ہے

غیر < غآر

حیران < حاآن

ویران < وآران

میدان < مآدان وغیرہ

مہجور کی ایک غزل کے ان اشعار میں ان الفاظ کی صوتیاتی حیثیت دیکھیے۔

دلکۍ حال کیا باوٕ غآر زانن جائے تمۍ رٹھ پرستانن منز

(دل کی حالت انجانوں کو کیا بتاؤں اس نے تو اپنی جگہ پرستانوں میں بنائی ہے۔)

پھیرِس جنگلن کوہ بیابانن حآران گییس وآرانن منز

(میں جنگلوں پہاڑوں اور بیابانوں میں پھرتی رہی، ویرانوں میں حیران ہو کر رہ گئی)

یار دراو پھیرِ ذ پوشہ مآدانن ساتھا بیوٗٹھ ارغوانن منز

(یار پھولوں بھرے میدانوں میں چل پڑا، تھوڑی دیر کے لئے ارغوانوں میں بیٹھا)

عقبی اور نچا خفیف مصوتہ [اُ] [u] لفظ کے وسط میں [ə] میں تبدیل ہوتا ہے۔

خوش (خُش) [kuš] < کھوش [khəš]

پُختہ [puxtah] < پوختہ [pəkhtɨ]

مُردہ [murdah] < مورِد [mərdɨ]

خفیف مصوتہ [ا] [ا] [اَ] / ہ / میں تبدیل ہوتا ہے

خزانہ > خَزانہٖ (کھزانہٖ)

رضا > رَضا (رزا)

خوگرِ > خوگرٗ (کھوگر)

صوتی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ الفاظ کی بڑی تعداد معنوی تغیرات سے بھی دوچار ہو جاتی ہے۔ مستعار لسانیاتی سرمائے کے ضمن میں یہ ایک مسلمہ لسانیاتی اصول ہے کہ حصولی زبان جہاں لفظوں کے تلفظ میں ردو بدل کرتی ہے وہاں سینکڑوں الفاظ غیر شعوری طور پر یا تو نئے معنوں میں استعمال ہونے لگتے ہیں یا پھر ان کے معنی میں اضافہ یا ترمیم کی جاتی ہے۔ یہ تبدیلیاں زبان کے ارتقا کے ساتھ ساتھ اور زیادہ گہری ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ ان الفاظ کی ظاہری اور معنوی ساخت کی پہچان بھی مشکل ہو جاتی ہے حصولی زبان میں الفاظ تین طرح کی اہم تبدیلیوں سے روشناس ہو جاتے ہیں۔

۱۔ تغیرِ معنی :۔ اس میں لفظ کے معنی مکمل طور پر بدل جاتے ہیں یا پھر لفظ کے اصلی معنی کی پہچان میں بڑی دقت آتی ہے۔

۲۔ توسیعِ معنی :۔ اس کی رو سے الفاظ کے معنی میں یا تو وسعت پیدا ہوتی ہے یا پھر اضافی معنوی امکانات شامل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ تقلیلِ معنی :۔ اس طرح کی تبدیلی میں الفاظ کے معنی سکڑ جاتے ہیں اور لفظ کی کوئی ایک معنوی جہت برقرار رہتی ہے۔ کشمیری میں مستعار عربی فارسی الفاظ ان تینوں طرح کی تبدیلیوں سے متعارف ہوئے ہیں۔ یہاں پر پہلے عربی الفاظ کی معنوی تبدیلیوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

عربی الفاظ کے تغیرِ معنی کی چند مثالیں

عربی لفظ	عربی معنی	کشمیری معنی
استقلال	آزادی	ہمت، جرات
افواہ	فوہ کی جمع بمعنی مُنہ	جھوٹی خبر

اقبال	آگے بڑھنا	خوش قسمتی
امیر	حاکم، کمانڈر، سردار، لیڈر	مالدار، صاحبِ حیثیت
انکسار	ٹکڑے ٹکڑے ہونا	عاجزی
اولاد	ولد کی جمع	بال بچے
اہلیہ	صلاحیت	بیوی
بُخار	بھاپ، دھواں	جسمانی حرارت، تپ
تحویل	تبادلہ	سپردگی
تقریر	رپورٹ	خطابت، خطاب، خطبہ
تکرار	دوبارہ کہنا	جھگڑا، تُرش یا تلخ کلامی
دفتر	رجسٹر	دفتر، آفس
دلیل	گائیڈ بک، رہنما کتاب	گواہی، سبب
ذاتیات (ذائیات)	ذات کے متعلق	دشمنی
رسید	فنڈ	پیسے وصول کرنے کے بعد جو پرچی دی جاتی ہے۔
رقیب	نگہبان	حریف، دشمن
رقم	لکھنا	پیسہ
رسالہ	پیغام	میگزین، رسالہ فوج، گھوڑا سوار فوج
سودا	کالا	خرید و فروخت، سودا سلف
شرارت	خرابی، بدی	غصہ
صدمہ	ٹکر	غم
صلاح	نیکی	مشورہ
عزیز	بزرگ	پیارا

عرصہ	میدان، صحن	مدّت، وقت
علاقہ	تعلق رکھنا، ساتھ رکھنا	حدود، بستی
عنوان	پتہ	مضمون یا کتاب کی سُرخی
غریب	پردیسی، اجنبی	مفلس
غزل	عورت یا عورتوں کی باتیں کرنا	ایک شعری صنف
غنیم	مال غنیمت پانے والا	دشمن، لٹیرا
کبر	بزرگی	گھمنڈ، تکبر
مجال	میدان	طاقت، جرأت
مکتب	دفتر	جہاں ابتدائی روایتی تعلیم دی جاتی ہو۔
نفس	روح	جبلی بھوک، پیٹ

توسیع معنی کی چند مثالیں

اُجرت	کرایہ	کسی بھی کام یا محنت کا معاوضہ
حریر	ریشم	کوئی بھی نازک اور ملائم کپڑا، کاغذ
حشر	روزِ حساب	روزِ حساب، کسی بھی طرح کی بُری حالت ہونے کو کہتے ہیں۔
خنزیر	سور	بد ذات، بد معاش، غلط آدمی
رسم	نشان چھوڑنا	ریت، دستور، روایت، رواج
ساعت (ساتھا)	وقت دیکھنے کی گھڑی	دن کا کوئی بھی ساعت یا گھڑی، نیک ساعت
شہادت	سند، سرٹیفکیٹ	گواہی، کسی مقدس کام یا اسلامی جہاد میں قربان ہونا۔
طمع	لالچ	کوئی بھی مقصد یا خواہش
علوم	سائنس	تمام علوم بشمول سائنس
غصّہ (غصۃ)	حلق میں پھنس جانا	غصہ جس میں حلق میں پھنسنے کی کیفیت بھی شامل ہے

فقیر	غریب	غریب، مفلس، بزرگ، قلندر
قیامت	موت کے بعد اٹھنا قبروں سے اُٹھنے کا دن	روزِ محشر، کسی کی بری حالت ہونے کو بھی قیامت کہتے ہیں۔
مسافر	سفر کرنے والا	سفر کرنے والا، بھکاری، مفلس
مستورات	صرف پردہ نشین عورتوں کو کہتے ہیں	تمام عورتوں کو کہتے ہیں
منزل	گھر	حاصلِ مقصد، مقصد کی تکمیل
نفیس	قیمتی	ہر عمدہ اور خوبصورت چیز کو نفیس کہتے ہیں
نور	روشنی	روشنی، تجلّی، رونق

تقلیلِ معنی کی چند مثالیں

تلاوت	پڑھنا	صرف قرآن شریف کی آیات کے پڑھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے
حدیث	بات	پیغمبرِ آخر زماں حضرت محمد صلعم کی فرمائی ہوئی بات کو کہتے ہیں
خدا (خو دا)	مالک، آقا	صرف اللہ تعالےٰ کی ذات
خیرات (خَاَراتھ)	نیکیاں	صدقہ
رحلت	سفر	آخری سفر، موت کا سفر
زیارت	دیکھنا، سیر کرنا	کسی خاص مقدس مقام یا چیز کے دیکھنے کو کہتے ہیں
صلاح	نیکی، بھلائی	نیک مشورہ
طہارت	پاکیزگی	اِستنجا
کاتب	لکھنے والا	صرف پیشہ ور لکھنے والے یعنی Calligrapher کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
لُغت	زبان	ڈکشنری
مُدیر	منتظم	اخبار، کتاب یا رسالے کے ایڈیٹر کو کہتے ہیں۔

مدینہ	شہر	صرف مدینہ منورہ کے شہر کو کہتے ہیں
معراج	بلندی	صرف معراج کی رات کو کہتے ہیں
نعت	تعریف، مدح، اوصاف بیان کرنا	صرف حضرت محمدؐ کی مدح کرنے کو کہتے ہیں
نفل	واجبات سے زائد	نماز کی زاید رکعتوں کو کہتے ہیں
نہر	ندی، دریا	چھوٹی سی ندی جس سے سینچائی کا کام لیا جاتا ہے

فارسی الفاظ کے تغیّرِ معنی کی چند مثالیں

فارسی لفظ	فارسی معنی	کشمیری معنی
آسودہ (اوسوٗدِ)	آرام	امیر، خوش حال
آشنا (آشناو)	واقف کار	رشتے دار
آمدنی	فایدہ، بچت	مختلف ذریعوں سے حاصل ہونے والا پیسہ income
پیر	بوڑھا	ولی، مرشد
تاب	روشنی، گرمی	صبر، برداشت
تمیز	شناخت، فرق، پہچان	تہذیب، اخلاق
توانگر	دولت مند، مالدار	حیثیت، طاقت
داد	انصاف	تعریف
دانہ (دانہٕ)	اناج	ایک چھوٹا دانہ جو جسم کے کسی حصے پر گرمی یا الرجی سے نکلتا ہے۔
دربار	شاہی کچہری، بادشاہ کی خاص محفل جہاں وزرا اور اُمرا بیٹھتے ہیں	دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے مل بیٹھنے اور باتیں کرنے کو کہتے ہیں۔
زر	سونا	دھن، دولت، روپیہ
زک (زکھ)	تنگی، خفت	نقصان
سوز	جلن	موسیقی

کباب	جلا ہوا	کٹے اور بھنے ہوئے گوشت کی ایک خاص قسم
گزر	راہ، راستہ	چُنگی

توسیع معنی کی چند مثالیں

پگاہ	صبح سویرے	آنے والے کل کے پورے دن کو کہتے ہیں
تیز	دھار دار	دھار دار، چالاک، پھرتیلا
سخت (سخ)	جو نرم نہ ہو	بہت مشکل، مضبوط، وغیرہ
سوختہ (سوخت)	جلا ہوا	جلا ہوا، افسردہ، مصیبت زدہ، غم سے نڈھال
شام	سورج ڈوبنے کا وقت	سورج کے ڈوبنے سے لے کر نماز عشا تک
شکست (شکس)	ہار، مات	ہار، حقیر، ٹوٹا ہوا (بُرائی کے معنی میں)
گرداب	بھنور	بھنور، مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھرا ہوا

تقلیل معنی کی چند مثالیں

آرام	قرار	نیند (قرار کے معنوں میں بہت کم استعمال ہوتا ہے)
آستان	چوکھٹ	بزرگ یا درویش یا قلندر کے مزار کو کہتے ہیں
بانگ	ہر آواز کو کہتے ہیں	اذان یا مرغے کی آواز جو خاص موقعوں پر مرغا دیتا ہے اور خاص کر سحر کی آواز۔
بزرگ	ہر بڑی چیز کو بزرگ کہتے ہیں	عمر رسیدہ شخص کو بزرگ کہتے ہیں
تاپ (تاپھ)	گرمی، حرارت	سورج کی گرمی اور روشنی کو کہتے ہیں
جنگ	جھگڑا، لڑائی	بڑی لڑائی کو کہتے ہیں۔
شیرنی (شیریں)	مٹھائی	ایک خاص قسم کی میٹھی چیز کو کہتے ہیں۔
کلوخ	اینٹ یا مٹی کو کہتے ہیں	پیشاب یا پیشاب کے بعد جو مٹی کا ڈھیلا استعمال کیا جاتا ہے
نماز	پرستش، عبادت	اہلِ اسلام کی عبادت

لفظ زبان کی وہ اہم ترین ساختیاتی اکائی ہے جس کی ظاہری نشاندہی کرنا آسان ہے لیکن یہی وہ اکائی ہے جس کی ابھی تک کوئی واضح، متعین اور حتمی تعریف سامنے نہیں آسکی ہے۔ اس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ "لفظ" اپنی ماہیت اور تفاعل کے لحاظ سے بہت ہی مبہم اور پیچیدہ تصور ہے۔ یوں تو اہلِ زبان اپنی زبان کے لفظی سرمائے سے لاشعوری طور پر واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے برمحل استعمال پر بھی قادر ہوتے ہیں لیکن اس لاشعوری شناخت کی سائنسی توضیح ماہرینِ لسانیات کے لئے نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہوگئی ہے۔ یہ ماہرین بسیار کوششوں کے باوجود لفظ کی کوئی متفقہ تعریف پیش نہیں کرسکے ہیں کیونکہ اس کی مکمل تفہیم میں لسانیاتی عوامل کے ساتھ ساتھ کئی غیر لسانیاتی عناصر بھی جڑے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لفظ کی تفہیم کے سلسلے میں اہم ترین خصوصیت اس کا معنی ہے جس کی یہ نمائندگی کرتا ہے۔ لیکن غائر نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ "معنی" ہی ہے جو لفظ کے صحیح تصور کو آشکارا کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معنی کو ہی بنیاد بنا کر ماہرینِ لسانیات نے زبان کے تجزیے کے سلسلے میں صرفی سطح پر ایک نئے تصور "مارفیم" کو متعارف کیا ہے۔ مارفیم زبان کی صرفی و نحوی سطح (قواعدی سطح) پر تجزیے کی سب سے چھوٹی معنوی اکائی ہے مثلاً "کتاب" اور "قلم" دو مختلف مارفیم ہیں جن کا معنیاتی سطح پر واضح اور متعین معنی ہے اور جن کا استعمال الگ طور پر کیا جاتا ہے۔ ان آزاد اور خود مختار مارفیموں کی اگر جمع بنائی جائے تو "کتاب" سے "کتابیں" اور قلم سے "قلمیں" بن جائیں گی۔ "کتابیں" اور "قلمیں" دو الگ الفاظ ہیں اور اپنے اندر ایک سے زیادہ کتابوں اور قلموں کا مفہوم لیے ہوئے ہیں۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ /-ایں/ کے اضافے سے کتاب اور قلم کے معنی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اور /-ایں/ معنیاتی اعتبار سے ایک الگ اکائی ہے جس کی صرفی یا نحوی سطح پر کوئی آزادانہ حیثیت نہیں ہے لیکن ایک بامعنی لسانیاتی اکائی ہے اور اپنے تفاعل کے باوصف ایک پابند مارفیم ہے اس بنا پر "کتابیں" اور "قلمیں" دو الفاظ ہیں لیکن دو دو مارفیموں پر مشتمل ہیں جن میں ایک آزاد اور ایک پابند مارفیم ہے۔ آزاد مارفیم وہ بامعنی لسانی اکائی ہے جو آزادانہ طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے اور پابند مارفیم وہ بامعنی چھوٹی سی معنوی اکائی ہے جو آزادانہ طور پر استعمال نہیں ہوتی ہے مثلاً اردو میں /-ایں/ یا انگریزی میں / s-/ پابند مارفیم ہے۔ مارفیم کے کئی مارفیمی

ممبر Allomorphs یا ذیلی مارفیم بھی ہو سکتے ہیں جو complimentry Distribution یا تکمیلی بٹوارے میں استعمال ہوتے ہیں۔ [1]

ایک لفظ ایک مارفیم کا بھی ہو سکتا ہے اور کئی مارفیموں پر مشتمل بھی مثلاً اردو میں "کتاب" ایک لفظ ہے اور صرف ایک مارفیم ہے۔ "کامیابی" بھی ایک لفظ ہے لیکن تین مارفیموں یعنی کام + یاب + ی پر مشتمل ہے۔ "کام" ایک آزاد مارفیم ہے جب کہ /- یاب/ اور /-ی/ پابند مارفیم ہیں۔ مارفیم کے سلسلے میں یہاں پر چند اہم باتوں کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے۔

۱- مارفیم کی نمائندگی محض ایک صوتیہ (فونیم) بھی کر سکتا ہے مثلاً کشمیری میں کتاب کی جمع کتابہ ہے جس میں /-ہ/ ایک مارفیم (پابند مارفیم) ہے جو صیغۂ جمع کو ظاہر کرتا ہے اور بامعنی اکائی ہے۔

۲- مارفیم محض ایک صوتی رکن Syllable پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ مثلاً مال دار میں /- دار/

۳- مارفیم ایک سے زیادہ صوتی ارکان پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے مثلاً دولت (دو + لت) دو رکنی مارفیم ہے۔ جب کہ دولت مند (دو + لت + مند) سہ رکنی مارفیم ہے اور دولت مندی (دو + لت + مندی) چہار رکنی مارفیم ہے وغیرہ

۴- مارفیم بغیر کسی صوتی شکل کے بھی ہو سکتا ہے مثلاً اردو کے ان دو جملوں پر غور کیجئے۔

(الف) بلبل قفس میں ہے (بلبل واحد ہے)

(ب) بلبل قفس میں ہیں (بلبل جمع کے معنوں میں مستعمل ہے)

دوسرے جملے میں بلبل دو مارفیموں یعنی واحد اور جمع پر مشتمل ہے لیکن صرف ایک صوتی شکل ہے۔

اس مختصر سی بحث کا حاصل یہ ہے کہ لفظ معنی کی سب سے چھوٹی اکائی نہیں ہے اس اعتبار سے

---

[1] لفظ، مارفیم اور LEXEME کے لئے دیکھئے

(الف) پی، ایچ، میتھیوز کی کتاب — Morphology — An introduction to the theory of word structure

(ب) ایف۔ آر۔ پامر کی کتاب گرامر

صرفی، نحوی اور معنیاتی سطح پر تجزیے کا اہل نہیں ہے۔ زبان کے لفظی سرمائے کی تشکیل میں مختلف النوع مارفیموں کا استعمال ہوتا ہے جن میں آزاد مارفیم، ساق، مادہ اور پابند مارفیم جن میں تعلیقے (سابقے، لاحقے، وسطے) شامل ہیں، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ماہرین لسانیات ان لسانی تصورات کے استعمال سے اہلِ زبان کے اس لاشعوری لسانی ادراک کی دریافت کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو وہ ان مارفیموں، ان سے تشکیل شدہ الفاظ اور ان کے استعمال کے بارے میں رکھتے ہیں۔ پابند مارفیم الفاظ کی تخلیقیت اور تشکیلیت میں چونکہ نمایاں رول ادا کرتے ہیں اس لیے ایک زبان میں آزاد مارفیم (جن میں ساق اور مادے دونوں شامل ہیں) کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں سے پابند مارفیم (جن میں سابقے اور لاحقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں) در آتے ہیں یا جان بوجھ کر مستعار لیے جاتے ہیں۔

سابقہ وہ مارفیم ہے جو کسی ساق یا مادے کے شروع میں چسپاں کیا جاتا ہے اور جس کے استعمال سے ساق یا مادے کے معنی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ کشمیری میں فارسی اور عربی کے درج ذیل سابقے مستعمل ہیں۔

بے۔ اور نا۔ فارسی کے دو سابقے ہیں جو کشمیری میں فارسی ہی طرح نفی کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں یہ دونوں اسم یا صفت سے پہلے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے استعمال سے اسم یا صفت کی نفی کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کشمیری میں بے اور اس کی تھوڑی سی بدلی ہوئی صورت بیٖہ دونوں آزادانہ تغیر میں مستعمل ہیں۔ مثلاً بے علم / بیٖہ علم، بے وفا / بیٖہ وفا، بے درد / بیٖہ درد، بے تمیز / بیٖہ تمیز وغیرہ ہے۔ کشمیری مارفیموں کے ساتھ بھی جوڑا جاتا ہے مثلاً بے پڑھ / بیٖہ پڑھ

نا۔ سے تشکیل شدہ الفاظ کی چند مثالیں یہ ہیں۔ ناپاک، ناساز، ناخوش (ناخوش) نا ومید (ناامید) یہ دونوں سابقے عربی اور فارسی الفاظ کے ساتھ ساتھ اردو اور ہندی مستعار الفاظ کے ساتھ بھی جوڑے جاتے ہیں مثلاً بے جوڑ / بیٖہ جوڑ، بے ڈھنگ / بیٖہ ڈھنگ (ڈھنگ)، ناسمجھ وغیرہ

عربی سابقہ لا۔ بھی نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور کشمیری میں مختلف النوع الفاظ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے مثلاً لاوارث (لاوارث) لاجواب، لاشریک، لامکاں، لاپتا وغیرہ

دوسرے عربی فارسی لاحقوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

با۔ (فارسی) باتمیز، باادب، باخبر، باعمل وغیرہ صرف فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

بد۔ (فارسی) بدذات، بدبخت، بدمعاش وغیرہ زیادہ تر فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے

باز۔ (فارسی) بازپرس، بازگشت، وغیرہ۔ فارسی کی طرح کشمیری میں بھی آزاد اور پابند دونوں صورتوں میں مستعمل ہے۔

اَمِہ نِشہِ یِہِ باز (اس سے باز آجاؤ) اس جملے میں ایک آزاد مارفیم کی حیثیت سے مستعمل ہے۔

بلا۔ بلاشک، بلاغرض وغیرہ۔ عموماً عربی فارسی الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔

پس۔ (فارسی) فارسی میں آزاد اور پابند دونوں صورتوں میں مستعمل ہے لیکن کشمیری میں صرف فارسی الفاظ کے ساتھ سابقے کے طور پر استعمال ہوتا ہے مثلاً پس پا، پس ماندہ (پسماندہ) پس منظر، پس پیش وغیرہ

پیش۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مثلاً پیش خیمہ، پیش نظر، پیش لفظ وغیرہ

خود۔ (فارسی/عربی) فارسی میں الگ طور پر بھی استعمال ہوتا ہے لیکن کشمیری میں عربی فارسی الفاظ کے ساتھ سابقے کے طور پر جوڑا جاتا ہے مثلاً خود غرض، خودکشی، خودمختار وغیرہ

در۔ (فارسی) دراصل، درحقیقت، درآمد وغیرہ عربی اور فارسی الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے۔

ذی۔ عربی الاصل ہے اور محض عربی الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مثلاً ذی عزت، ذی شان، ذی روح وغیرہ

زود۔ (فارسی) عربی فارسی الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے مثلاً زودنویس، زودہضم وغیرہ

سر۔ (فارسی) فارسی الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے مثلاً سرگرم، سربلند، سرسبز وغیرہ

شہ۔ (فارسی) شہسوار، شہ رگ، شہ قلی وغیرہ

عاق۔ (عین) (عربی) عاقِ موقوبہ، عاقِ ذلیل وغیرہ

نو۔ (فارسی) عربی اور فارسی دونوں طرح کے الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے۔ مثلاً نوعمر، نوجوان، نونہال وغیرہ

نیم۔ (فارسی) عربی اور فارسی الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مثلاً نیم حکیم، نیم باز، نیم جان وغیرہ

ہم۔ (فارسی) عربی اور فارسی الفاظ کے ساتھ مستعمل ہے۔ مثلاً ہم نام، ہم راز، ہم رنگ، ہم درد، ہم وطن وغیرہ۔

یک۔ (فارسی) فارسی الفاظ کے ساتھ آتا ہے مثلاً یک رنگ، یک جہتی، یک مُش (یک مُشت) یک دم وغیرہ

لاحقہ وہ مارفیم ہے جو کسی ساق یا مادے کے آخر میں جوڑا جاتا ہے۔ کشمیری نے فارسی سے خاص طور پر لاحقوں کی بڑی تعداد مستعار لی ہے ان میں بہت سے لاحقے اردو اور ہندی الفاظ کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً

۔بان مہربان، میزبان، گاڑی بان وغیرہ

۔بین تماشہ بین، دور بین وغیرہ

۔تر کمتر، بدتر، بہتر وغیرہ

۔ترین کمترین، بدترین، بہترین وغیرہ

۔دان (بمعنی ظرف) پاندان، گل دان، قلم دان وغیرہ

۔دآنؕ (دانی سے) ۔ دان سے ہی منسوب ہے مثلاً کھنڈ دآنؕ، سورمہ دآنؕ، چایہ دآنؕ، مچھر دآنؕ، مچھروں سے بچاؤ کی صورت میں مستعمل ہے۔

۔دان (جاننے کے مفہوم میں) حساب دان، سائنس دان، نادان (نادان میں دونوں پابند مارفیم ہیں)

۔دار ایماندار، تحصیلدار، خریدار، مالدار وغیرہ

۔زار سبزہ زار، گلزار، کارزار وغیرہ

۔سار خاکسار، سنگسار وغیرہ

۔ستان گلستان، کوہستان وغیرہ

۔کار خطاکار، فن کار وغیرہ

۔کش جفاکش، محنت کش، دل کش

۔کُش مردم کُش، انسان کُش وغیرہ

۔کُشی خود کشی، نسل کُشی وغیرہ

-کن گورکن، چاہ کن وغیرہ

-کُن خوش کُن، کارکُن وغیرہ

-گار خدمت گار، گنہگار، ستم گار وغیرہ

-گر سوداگر، کاری گر، کوزہ گر وغیرہ گر گوَر میں بھی تبدیل ہوا ہے مثلاً
بمنہ گوَر، ہاٹی گوَر

-گو کم گو، نرم گو وغیرہ

-وار قصوروار، خطاوار، اُمیدوار وغیرہ

-گی بندگی، تازگی

-مند دولت مند، صحت مند وغیرہ

-ناک دردناک، وحشت ناک وغیرہ

-ور طاقت ور، سخن ور، دانش ور وغیرہ

-ین زرین، نمکین، سنگین وغیرہ

-ی دوستی، نیکی، بزرگی وغیرہ

-یت انسانیت، حیوانیت وغیرہ

کشمیری نے فارسی کے بہت سے مصادر سے مشتق لاحقوں کو بھی اپنایا ہے۔ ان لاحقوں کا استعمال زیادہ تر فارسی الفاظ کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ اکثر اسم فعل، مفعول اور صفت کے طور پر کام کرتے ہیں۔ کشمیری میں ان لاحقوں سے تشکیل شدہ الفاظ کی بھی ایک بڑی تعداد مستعمل ہے اور آئے دن ان کے استعمال کی Frequency بڑھ جاتی ہے اور پڑھا لکھا طبقہ ان کے استعمال کی طرف زیادہ راغب نظر آتا ہے۔

-آلود (آلودن سے) خوف آلود، زہر آلود، غم آلود وغیرہ

-آشوب (آشوبیدن سے) پُرآشوب، شہر آشوب وغیرہ

- آرا (آراستن سے) جہاں آرا، بزم آرا، صف آرا وغیرہ

- آمیز (آمیختن سے) شرارت / شرارتھ آمیز، کم آمیز وغیرہ

- آموز (آموختن سے) سبق آموز، نوآموز وغیرہ

- آور (آوردن سے) دلاور، زور آور وغیرہ

- انداز (انداختن سے) دخل انداز، در انداز، تیر انداز، قرعہ انداز ان میں - ی کے اضافے سے دخل اندازی، تیر اندازی، قرعہ اندازی وغیرہ بھی بنائے جاتے ہیں۔

- اندوز (اندوختن سے) لطف اندوز، وغیرہ

- اندیش (اندیشیدن سے) دوراندیش، عاقبت / عاقبتھ اندیش وغیرہ

- افروز (افروختن سے) دل افروز، جان افروز، جلوہ افروز، بصیرت افروز وغیرہ

- باز (بازیدن سے) ہم باز، کوتر باز، جلد باز، پتنگ باز وغیرہ

- باش (باشیدن سے) خوش / خوشباش، یار باش وغیرہ

- بخش (بخشیدن سے) روح بخش، صحت / صحتھ بخش، مسرت / مسرتھ بخش وغیرہ

- بند (بستن سے) گلوبند، کمربند، صدا بند، ہتھیار بند وغیرہ

- پذیر (پذیرفتن سے) ترقی پذیر، اثر پذیر، دل پذیر وغیرہ

- پرس (پرستیدن سے) بت پرس / بت پرست، قدامت / قدامتھ پرس / غم پرس / پرست وغیرہ

- پرور (پروردن سے) غریب پرور، کنبہ پرور

- پسند (پسندیدن سے) ترقی پسند، دل پسند، من پسند، قدامت / قدامتھ پسند وغیرہ

- پوش (پوشیدن سے) سرپوش، میز پوش، پردہ پوش (پردہ پوشی) وغیرہ

- تراش (تراشیدن سے) سنگ تراش، قلم تراش وغیرہ

- چین (چیدن سے) نوکتہ چین، گل چین وغیرہ

- خور (خوردن سے) رشوت / رشوتہ خور، سود خور، شراب خور وغیرہ

- خوان (خواندن سے) قرآن خوان، قصہ خوان، مرثیہ خوان وغیرہ

- دوز / دُوز (دوختن سے) آبدوز، زین دوز، خیمہ دُوز، جالکھ دُوز وغیرہ

- رو (رفتن سے) تیز رو، خود رو وغیرہ

- رسان (رسایدن سے) خبر رسان، چِٹھی رسان، ضرر رسان وغیرہ

- ریز (ریختن سے) خون ریز، گل ریز، آتش ریز وغیرہ

- زن (زدن سے) تیغ زن، رہزن، شمشیر زن وغیرہ

- زادہ (زائیدن سے) شہزادہ، حرام زادہ وغیرہ

- ساز (ساختن سے) گھڑی ساز، جعل ساز، رنگ ساز وغیرہ

- سرا (سرائیدن سے) نغمہ سرا، مدح سرا وغیرہ

- سوز (سوزیدن سے) جگر سوز، دل سوز، جان سوز وغیرہ

- شکن (شکستن سے) دل شکن، بُت / بُتھ شکن، قانون / قوانین شکن وغیرہ

- شناس (شناختن سے) سخن شناس، حق شناس، مزاج / مزار شناس وغیرہ

- شمار (شمردن سے) مردم شمار، مردم شماری، رائے شماری وغیرہ

- طلب (طلبیدن سے) آرام طلب، تحقیق طلب، غور طلب وغیرہ

- فروش (فروختن سے) میوہ فروش، سبزی فروش، کریانہ فروش وغیرہ

- نگار (نگاشتن سے) مضمون نگار، ناول نگار، افسانہ نگار وغیرہ

- نویس (نوشتن سے) عرضی نویس، خوش نویس، مضمون نویس وغیرہ

- نما (نمودن سے) عقل نما، خوش / خوش نما، جزیرہ نما وغیرہ

- نواز (نواختن سے) غریب نواز، بندہ نواز، مہمان نواز وغیرہ

تفاعلی اعتبار سے ان لاحقوں کو کئی شقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

۱۔ وہ لاحقے جو اسم کی فاعلی حالت کی تشکیل کرتے ہیں مثلاً

- انداز سے — دخل انداز، در انداز وغیرہ
- اندیش سے — دور اندیش، عاقبت اندیش وغیرہ
- پرس سے — بت پرس، خوداپرس وغیرہ
- پرور سے — غریب پرور، کنبہ پرور وغیرہ
- تراش سے — سنگ تراش، قلم تراش وغیرہ
- خور سے — شراب خور، رشوت خور وغیرہ
- نویس سے — عرضی نویس، خوش نویس وغیرہ
- نگار سے — مضمون نگار، ناول نگار وغیرہ

۲۔ وہ لاحقے جو اسم کی مجرد صورت تشکیل کرتے ہیں مثلاً

- بخش — صحت بخش، روح بخش، مسرت بخش وغیرہ
- پذیر — ترقی پذیر، اثر پذیر وغیرہ
- یت — انسانیت، حیوانیت وغیرہ
- گی — بندگی، تازگی وغیرہ
- سوز — جگر سوز، دل سوز وغیرہ
- ی — نیکی، بزرگی، دوستی وغیرہ
- مند — دولت مند، صحت مند وغیرہ
- ناک — دردناک، وحشت ناک، خطرناک وغیرہ
- ین — نمکین، سنگین وغیرہ

۳۔ وہ لاحقے جو تعرف، ظرف اور ملکیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً

- دار — زمین دار، مالدار وغیرہ

(دار) اسم فاعل کو بھی ظاہر کرتا ہے مثلاً خریدار'

- دان سائنس دان' حساب دان وغیرہ

- دان قلم دان، گل دان وغیرہ

- دآنی کھنڈ دآنی' سورپہ دآنی وغیرہ

- ور دانش ور' سوخن ور' طاقت ور وغیرہ وغیرہ

فارسی لاحقوں اور سابقوں کی فہرست میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بجائے خود آزاد مارفیموں کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً طلب' سوز' پسند' غیر' کم' صاحب' خلاف' پاک' تنگ' نیک' پُر' اہل وغیرہ۔ کشمیری میں یہ آزاد اور پابند مارفیموں کی صورت میں مستعمل ہیں۔ زبان میں جب دو مفرد الفاظ یا آزاد مارفیم کسی خیال کے اظہار کے لیے ایک ساتھ استعمال ہوتے ہوں تو اس کو مرکب یا مرکب لفظ کا نام دیا جاتا ہے مثلاً آرام طلب' جگر سوز' من پسند' غیر محرم' کم زبان' پاک سیرت' تنگ دامن' نیک نیت' پُر معنی' اہلِ کشمیر وغیرہ۔ مرکب لفظ دو الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود محض ایک لفظ تصور کیا جاتا ہے اور لغت میں بھی اس کا اندراج محض ایک لفظ کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ مرکبات زبان کی لفظیات کا ایک ناگزیر حصہ ہوتے ہیں اس لیے کہ خیالات کی پیچیدگی اور پھیلاؤ کے موثر اظہار کے لیے مرکبات ایک اہم ترین وسیلہ ہیں۔ ایک زبان جب اس لائق ہو جاتی ہے کہ اس میں علمی' ادبی اور سائنسی موضوعات کو جگہ دی جائے تو ایسے موضوعات کے بھرپور استعمال کی خاطر اس میں مرکبات کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ زبان میں چوں کہ مرکبات کی بھی کوئی مقررہ حد نہیں ہوتی ہے اور مرکبات کی تشکیل اور ضرورت کا احساس ہمیشہ رہتا ہے اس لیے ایک زبان اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کے ساتھ ساتھ دوسری اہم اور زندہ زبانوں سے مرکبات مستعار لینے میں عار محسوس نہیں کرتی۔ کشمیری نے دوسری زبانوں سے مرکبات کی ایک بڑی تعداد مستعار لی ہے اور اس سلسلے میں بھی کشمیری فارسی سے زیادہ قریب رہی ہے۔ مرکبات کے ضمن میں تین اہم باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔

۱- کچھ مرکب الفاظ کے کلی مفہوم میں اس میں شامل دونوں الفاظ کے معنی کی نمائندگی ہوتی ہے مثلاً

فضول خرچ (فضول خرچ کرنے والا) اسی طرح نیک بخت، عمر قید، ریش دراز وغیرہ جبکہ بعض مرکب الفاظ میں شامل الفاظ کا ان کے مجموعی معنی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ کے معنی و مفہوم کو ذہن نشین کرنا پڑتا ہے مثلاً لخت جگر، نورِ چشم، مارِ خوردہ وغیرہ لختِ جگر، جگر کے ٹکڑے کے معنی میں نہیں بلکہ پسر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بیٹا بھی جگر کے ٹکڑے کے مانند ہے لیکن عام معنوں میں بیٹا اور جگر کے ٹکڑے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح نور چشم کے معنی آنکھوں کا نور ہے لیکن نور چشم بھی بیٹے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ مرکبات میں شامل دو الفاظ کے درمیان قواعد یا گرامر کے لحاظ سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مرکبات کبھی اسم فاعل، کبھی اسم مفعول اور کبھی اسم صفت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

۳۔ مرکبات میں شامل الفاظ ٹھیٹھ مقامی بھی ہو سکتے ہیں اور دو مختلف زبانوں سے مستعار شدہ الفاظ پر بھی مشتمل ہو سکتے ہیں۔

کشمیری میں مستعمل مرکبات ٹھیٹھ کشمیری کے بھی ہیں اور سنسکرت عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اور ہندی اردو کے بھی ہیں اور باہم ایک دوسرے سے مخلوط بھی۔ یہاں پر چند مثالوں تک ہی گفتگو محدود رکھی جائے گی

فارسی + فارسی	تنگ دست، زبان دراز وغیرہ
کشمیری + فارسی	میٹھ خرچ، وتہ خرچ، ژوگ آتش وغیرہ
فارسی + کشمیری	سفید پشین، بخت بوڈ وغیرہ
عربی + عربی	خیر مقدم، عمر قید وغیرہ
عربی + فارسی	نور چشم، فضول خرچ وغیرہ
عربی + کشمیری	عاشۂ موت وغیرہ
فارسی + انگریزی	شناختی پریڈ وغیرہ
فارسی + اردو	نیک چلن، تار گر وغیرہ
عربی + اردو	امام باڑہ، عجاب گر وغیرہ

کشمیری نے فارسی الفاظ و مرکبات کے ساتھ ساتھ فارسی ضرب الامثال، کہاوتیں اور تلمیحات بھی مستعار لی ہیں جو عام کشمیری اپنی روزمرہ گفتگو میں موقع و محل کے مطابق استعمال کرتے نظر آتے ہیں مثلاً زیارتِ بزرگان کفارۂ گناہ، مالِ مفت دلِ بے رحم، اول خویش بعد درویش، سگ زرد برادر شغال، عذرِ گناہ بدتر از گناہ، دیر آید درست آید، مار گزیدہ از ریسمان مے ترسد، خطائے بزرگان گرفتن خطا است، خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد، خاکم بدہن، حکمِ حاکم مرگِ مفاجات، ہم پیالہ و ہم نوالہ، ہر فن مولا، دل را دل مے شناسد، نیم حکیم خطرۂ جان، نیم ملا خطرۂ ایمان، من آنم کہ من دانم، تلمیحات میں نارِ نمرود[1]، شیریں فرہاد، لیلےٰ مجنوں، کوہِ طور، جوئے شیر، جامِ جم وغیرہ

عربی فارسی الفاظ، کشمیری ضرب الامثال، کہاوتوں اور لوک محاوروں میں بھی سرایت کر گئے ہیں مثلاً

زِرِن کتھن نہٕ سُود زِرِن گگراین نہٕ رُود

(زیادہ باتوں پر سُود نہیں اور زیادہ گرجنے میں بارش نہیں)

یلہٕ پیہِ رُود تیلہٕ دِہٕ تھوٗ ربہٕ (جب بارش ہوگی تب کیچڑ ہوگی)

بےعقل (بے عقل) نہٕ کانٛہہ گرٕ بتہٕ دہ دہ (بے عقل کوئی نہیں ہر گھر دس دس)

اَتی شاہ تہٕ اَتی گدا (ابھی بادشاہ ابھی گدا)

جوشس منٛز ہوش تھاوُن (جوش میں ہوش رکھنا)

نارس ہَوٕ دِنہٕ (آگ کو ہوا دینا)

یُس کری حرکتھ تس کَرِ برکتھ (جو حرکت کرے گا اُس کو برکت ملے گی)

پیرٕ پیرٕ تتہٕ کری زیٛم یاری یتہٕ پانہٕ آسکھ حالِ حیران

(مرشد میری مدد وہاں کرنا جہاں خود آپ حیرانگی کی حالت میں ہوں گے)

پیر نہٕ بوڈ یقین بوڈ (مرشد بڑا نہیں یقین بڑا ہے)

ہوٗن وُران کارخانہٕ پکان (کتا بھونکتا ہے اور کارخانہ چلتا ہے)

---

[1] نار اور نمرود دونوں عربی ہیں لیکن ترکیب اضافت کی رو سے فارسی ہے۔

بوڈ بائیں پشش پاہ بوڈ بائیں دشمنا (بھائی بھائی کا سہارا ، بھائی بھائی کا دشمن)

آرمن کڈ نہ مج فیقرن دور س کیمس (سبزی اگانے والے نے مولی نکالی نہیں کہ بھکاری نے تھیلی پھیلائی۔)

گزیسی یار کایر نار (گنوار کی دوستی کائیرد کی لکڑی کے آگ کے برابر ہے)

کشمیری نے عربی اور فارسی سے درج ذیل قواعدی خصوصیات بھی اپنائی ہیں۔

۱۔ فارسی میں اضافت پہلے لفظ کے آخری حرف کے نیچے زیر سے ظاہر کی جاتی ہے اور کا ، کے ، کی معنی ظاہر کرتی ہے مثلاً خاکِ وطن ، خوفِ خدا ، مقبولِ عام ، غمِ روزگار ، اندازِ بیان ، مالکِ مکان ، روزِ محشر ، غمِ دوزخ ، تحریکِ آزادی ، حکمِ حاکم ، ملکِ کشمیر ، روزِ محشر ، تعلیمِ نسواں ، آبِ حیات ، فخرِ وطن ، فخرِ قوم وغیرہ۔ کشمیری میں اضافت سے تشکیل شدہ ترکیبوں کی ایک طویل فہرست دستیاب ہے اور نئی ترکیبوں کی تشکیل کا عمل برابر جاری ہے ، اس طرح کی ترکیبوں کے لئے ضروری ہے کہ دونوں لفظ عربی ہوں یا فارسی یا ایک عربی ہو اور ایک فارسی۔ مندرجہ بالا ترکیبوں میں مخلوط عربی فارسی کا استعمال ہے۔ اضافت کے استعمال کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ترکیب میں شامل الفاظ کے تعلق کو ظاہر کیا جائے۔

بعض ترکیبیں ایسی بھی ہیں جن میں پہلے لفظ کے نیچے کی زیر کا ، کے ، کی معنی کا اظہار نہیں کرتی ہے مثلاً حجِ اکبر کے معنی اکبر کا حج ، اولادِ صالح کے معنی صالح کی اولاد یا وطنِ عزیز کے معنی عزیز کا وطن نہیں ہے ان ترکیبوں میں بھی زیر کا مقصد دو الفاظ کے درمیان تعلق ظاہر کرنا ہوتا ہے لیکن اس طرح کی ترکیبوں میں دوسرا لفظ ہمیشہ پہلے لفظ کے لیے Modifier کا کام کرتا ہے مثلاً

اولادِ صالح یعنی وہ اولاد جو صالح ہو اس میں اولاد بنیادی یا خاص لفظ Head word ہے۔ اور صالح اس کو Modify یا محدود کرتا ہے۔ اولاد کے معنی میں عمومیت ہے لیکن جب صالح ساتھ لگا دیا جاتا ہے تو اس کے معنی محدود ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے اولادِ نرینہ ، وطنِ عزیز ، روزِ روشن ، ساعتِ حسن ، وغیرہ۔ بعض ترکیبیں ایسی ہیں جو زیر کے بغیر مستعمل ہیں مثلاً تلخ کلام ، شیریں زبان ، شیریں دہان ، نیک سیرت وغیرہ اس طرح کی ترکیبوں میں خاص لفظ Head word دوسرا ہے اور Modifier پہلا لفظ ہے۔

اسی طرح بہت سی ترکیبیں کشمیری میں داخل ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

ہمزہ سے تشکیل شدہ ترکیبیں بھی کافی تعداد میں کشمیری میں مستعمل ہیں مثلاً خانۂ خدا، مسئلۂ کشمیر، نعرۂ تکبیر، آزادئ وطن، ذریعۂ تعلیم، سرمایۂ الفاظ، ذخیرۂ الفاظ وغیرہ۔ ان میں بھی ہمزہ کی اضافت کا کے کی معنی کی نمائندگی کرتی ہے۔

الفِ وصل ال سے تشکیل شدہ عربی ترکیبیں بھی کشمیری میں دستیاب ہیں اور کشمیری لفظیات کا ایک اہم حصہ ہیں مثلاً اشرفُ المخلوقات، دارُالسلطنت، ملکُ الموت، ناقصُ العقل، بیتُ المال، بیتُ المقدس وغیرہ ان ترکیبوں میں بھی ال، کا کے اور کی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان تراکیب کے بارے میں چار اہم باتوں کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

ا۔ ال عربی کے لئے مخصوص ہے اور اس کا استعمال دو عربی الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

ب۔ ان میں کسی بھی ترکیب میں الف تلفظ میں نہیں آتا ہے۔

ج۔ حروفِ شمسی یعنی ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن سے شروع ہونے والے الفاظ سے پہلے جب الف لام آتا ہے تو لام کا تلفظ ادا نہیں ہوتا ہے مثلاً دارُالسلطنت، عوامُ الناس، دارُالشفا، میلادُالنبی وغیرہ

د۔ ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، و، ہ، ی سے شروع ہونے والے الفاظ سے پہلے جب الف لام آتا ہے تو لام کا تلفظ ادا ہوتا ہے مثلاً عیدُ الفطر، بیتُ المقدس، دارُالعلوم، اشرفُ المخلوقات وغیرہ۔[۱]

۲۔ کشمیری نے فارسی از اور تا کو بھی اپنایا ہے۔ مثلاً

از اول تا آخر، از مشرق تا مغرب، از عرب تا عجم، از ازل تا ابد وغیرہ

---

[۱] کشمیری میں چوں کہ تشدید کا استعمال نہیں ہوتا ہے اس لیے ایسے عربی فارسی الفاظ جن میں تشدید کا استعمال ہے کشمیری میں بغیر تشدید کے استعمال ہوتے ہیں مثلاً نورالدین، شمس الدین کے بجائے نوردین، شمس دین مستعمل ہیں لیکن عربی فارسی سے واقف اصحاب تشدید کی ادائیگی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

۳۔ صفات مستعار لینے میں کشمیری زیادہ ہی فراخ دل ثابت ہوئی ہے چنانچہ کشمیری میں عربی فارسی کی بہت سی عربی، فارسی صفات مستعمل ہیں۔ کشمیری میں ان مستعار صفات کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ جنس اور گنتی کی صورت میں ان میں کوئی تصریف یا تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے مثلاً

خوبصورت لڑکہٕ (خوبصورت لڑکا) (مذکر واحد) خوبصورت لڑکہٕ (خوبصورت لڑکے) (مذکر جمع)

خوبصورت کوٗر (خوبصورت لڑکی) (مونث واحد) خوبصورت کورِ (خوبصورت لڑکیاں) (مونث جمع)

جان زنان (اچھی عورت (مونث واحد) جان زنانہٕ (اچھی عورتیں) (مونث جمع)

شریف گرٕدول (شریف گھر والا) (مذکر واحد) شریف گرٕ والے (شریف گھر والے) (مذکر جمع)

شریف گرٕ واجن (شریف گھر والی) (مونث واحد) شریف گرٕ واجنہٕ (شریف گھر والیاں) (مونث جمع)

۴۔ عربی فارسی سے مستعار متعلقات فعل کو کئی شقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(ا) متعلق فعل طور و طریقہ Adverbs of Manner یکدم، فوراً، غآب، جل جل (جلد جلدی) وغیرہ

(ب) متعلق فعل تعداد و مقدار Adverbs of quantity بکثرت، کم، اکثر، زیادٕ، ذرا وغیرہ

(ج) متعلق فعل زماں Adverbs of time آخر، ماہوار، عنقریب، سالانہ، فی الحال وغیرہ

(د) متعلق فعل مکاں Adverbs of place دوٗر، نزدیکھ

(ل) متعلق فعل صفت Adverbs of quality خراب، ناکارٕ، خوب، جان، آہستہ، وغیرہ

۵۔ فارسی واو عطف بھی کشمیری میں مستعمل ہے۔ چنانچہ کشمیری میں عربی، فارسی عطفی، ترادفی اور اضدادی مرکبات کی اچھی خاصی تعداد در آئی ہے مثلاً دل و جان، علم و فن، زبان و ادب، زبان و بیان، رگ و پٕل، صحیح و سالم، خوشک و تر، نقش و نگار، خاص و عام، شیر و شکر، موت و حیات، شرق و غرب وغیرہ۔ کشمیری ان مرکبات میں و کے بجائے تہٕ کا استعمال بھی کرتی ہے چنانچہ ان مرکبات میں و اور تہٕ آزاد تغیر کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً زبان و ادب، حمد و ثنا، خاص و عام، نقش و نگار، جان و مال کے ساتھ ساتھ زبان تہٕ ادب، حمد تہٕ ثنا، خاص تہٕ عام، نقش تہٕ نگار، جان تہٕ مال وغیرہ بھی مستعمل ہیں۔ ان مرکبات میں شامل الفاظ خالص عربی اور خالص

فارسی بھی ہیں اور باہم ایک دوسرے سے مخلوط بھی۔ یہ الفاظ معنی کے اعتبار سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں، ہم معنی بھی ہو سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضد بھی ہو سکتے ہیں مثلاً

زبان و ادب، زبان و بیان، حسن و عشق، (تحو حُسن و عُشق) وغیرہ معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں

غم و الم، حمد و ثنا، صحیح و سالم، سہل و آسان، کامیاب و کامران وغیرہ ہم معنی ہیں۔[1]

اور ابتدا و انتہا، عروج و زوال، دور و نزدیک، تحریر و تقریر، صبح و شام، دوست و دشمن، غریب و امیر وغیرہ اضدادی الفاظ پر مشتمل مرکبات ہیں۔

فارسی حروف ربط لیکن، مگر، اگر، یا، نہ، کہ بھی کشمیری میں در آئے ہیں، ان میں 'لیکن' کا بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ 'اگر' کے بعد 'تیلہٖ' کا استعمال ناگزیر ہے مثلاً

اگر ژٕ صاحبس نِش گژھک تیلہٖ وُنِزِ تِمَس میانۍ سلام

(اگر تم صاحب کے پاس گئے تو ان کو میرا سلام کہنا)

"یا" کے بعد دوسری بار 'یا' یا 'تہٕ' کا استعمال ضروری ہے مثلاً

یا چیہٕ چائے یا کھیہٕ بتہٕ
یا چیہٕ چائے تہٕ کھیہٕ بتہٕ } (یا چائے پی لو یا کھانا کھاؤ)

'نہ' کے بعد دوسرے 'نہ' کا استعمال بھی ناگزیر ہے۔ مثلاً

ژٕ نے نہٕ چیتھ چائے تہٕ نہٕ کھیوتھ بتہٕ (تم نے نہ چائے پی اور نہ کھانا کھایا)

۵۔ افعال کی سطح پر کشمیری نے عربی فارسی سے کوئی خاص اثر قبول نہیں کیا ہے لیکن جہاں تک اسما کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کشمیری میں عربی فارسی کی کثیر تعداد در آئی ہے گزشتہ اوراق میں جو مثالیں پیش کی گئی ہیں وہ زیادہ تر اسم ہی ہیں۔ کشمیری میں چوں کہ اسما گنتی، جنس اور حالت (Case)

---

[1] ایسے ترادفی مرکبات بھی کشمیری میں مستعمل ہیں جن کا ایک لفظ عربی یا فارسی کا ہے اور ایک لفظ خالص کشمیری ہے لیکن اس طرح کے مرکبات میں و کے بجائے تہٕ کا استعمال ہوتا ہے مثلاً حق تہٕ پوز (مین صداقت) پیچ تہٕ پھرک، تھود تہٕ بالا، تھود تہٕ عظیم، شوز تہٕ پاک، ژت تہٕ جان، مال تہٕ رغبت وغیرہ

کے مطابق تبدیل ہوتے ہیں اس لیے اس طرح کے تمام اسما کشمیری میں مختلف تبدیلیوں سے دوچار ہوئے ہیں چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

گنتی کے اعتبار سے بعض عربی فارسی کی جمع کشمیری طرز پر بنائی جاتی ہے مثلاً کشمیری میں جمع بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے آخر میں لاحقہ /-ٕ/ لگایا جاتا ہے چنانچہ عربی فارسی کے بہت سے الفاظ کی جمع بھی کشمیری پر /-ٕ/ کے اضافے سے بنائی جاتی ہے مثلاً

کتاب سے کتابہٕ ، مکان سے مکانہٕ ، زبان سے زبانہٕ ، ناو سے ناوٕ ، نماز سے نمازٕ ، تصویر سے تصویرٕ ، قبر سے قبرٕ ، غزل سے غزلہٕ وغیرہ

ایسے الفاظ جو /-ت/ پر ختم ہوتے ہیں کشمیری میں صیغۂ جمع کی صورت میں ان الفاظ میں /-ت/ کو گرا دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ /-ژ/ /-تھ/ کا استعمال کیا جاتا ہے مثلاً

رکاتھ	(رکعت)	رکاژ
اقلیت		اقلیژ
حالت		حالژ
صداقت		صداقژ وغیرہ

ان کی جمع /-ٕ/ کے اضافے سے بھی بنتی ہے۔ چنانچہ /-ژ/ اور /-ٕ/ کا آزادانہ تغیر ہے۔ بہت سے عربی فارسی اسما کی الگ سے کوئی واحد یا جمع صورت نہیں ہے بلکہ دونوں صورتوں میں مستعمل ہیں مثلاً

واحد	جمع
امیر	امیر
غریب	غریب
باغ	باغ
قلم	قلم
غم	غم

غلام	غلام
بزرگ	بزرگ
مرد	مرد وغیرہ

لیکن معنیاتی مکرریت[1] Semantic Reduplication والے درج ذیل عربی الفاظ میں ان کی جمع صورت بھی مستعمل ہے مثلاً

غریب غربا، تحفہ تحائف، جن جنات، ذرہ ذرات، حبیب احباب، صدقہ صدقات، درجہ درجات وغیرہ

مختلف حالتوں Cases میں عربی فارسی اسما میں مارفیمی تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا اسما کی جمع کشمیری انداز پر بنائی جاتی ہے مثلاً

امیر	امیرس	(امیر کو)	امیرن	(امیروں کو)
غریب	غریبس	(غریب کو)	غریبن	(غریبوں کو)
باغ	باغس	(باغ کو)	باغن	(باغوں کو)
قلم	قلمس	(قلم کو)	قلمن	(قلموں کو)
غم	غمس	(غم کو)	غمن	(غموں کو)
غلام	غلامس	(غلام کو)	غلامن	(غلاموں کو)
بُزرگ	بزرگس	(بزرگ کو)	بزرگن	(بزرگوں کو)
مرد	مردس	(مرد کو)	مردن	(مردوں کو)

معنیاتی مکرریت میں بعض عربی الفاظ کی جمع الجمع بھی بنائی جاتی ہے مثلاً

کافرن	کفارن	(کافروں کو)
غریبن	غرباتن	(غریبوں کو)

[1] کشمیری میں مکرریت پر تفصیلی گفتگو اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

جنن	جنیاتن	(جنوں کو)
ذرن	ذراتن	(ذروں کو)

کبھی ان کے وسط میں 'تہٕ' بمعنی 'اور' کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے مثلاً

کافرن تہٕ کفارن ' غریبن تہٕ غرباتن ' جنن تہٕ جنیاتن ' ذرن تہٕ ذراتن وغیرہ

جنس کے لحاظ سے بھی عربی فارسی اسما کی تانیث کشمیری انداز پر بنائی جاتی ہے مثلاً

ا۔ کشمیری میں تانیث بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لفظ میں لاحقہ / ہ ی۔ / ینٛز / لگایا جاتا ہے۔

بعض عربی فارسی اسما کی تانیث بھی اس لاحقے کے اضافے سے بنائی جاتی ہے مثلاً

خانہٕ دار/ خاندار	(گھر والا)	خانہٕ دارین/ خاندارینٛز	(گھر والی)
دکاندار	(دکاندار)	دکاندارینٛز	(دکاندار والی)
قرض دار	(قرض دار)	قرض دارینٛز	(قرض والی) وغیرہ

ب۔ تانیث بنانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے آخر میں (۔ بابے) کا اضافہ کیا جاتا ہے مثلاً

پیپر	پیپر بابے / پیپر بابے
خوجہ	خوجہ بابے
رشتہٕ دار	رشتہٕ دار بابے
ہمسایہ	ہمسائے بابے وغیرہ

اسی طرح فارسی اور عربی الفاظ میں کئی دوسری طرح کی مارفیمی تبدیلیاں بھی نظر آتی ہیں۔

۶۔ لفظی سطح پر کشمیری زبان میں مکرریت Reduplication قواعدی اور معنیاتی اعتبار سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ لسانیات میں مکرریت کسی آواز' مارفیم' لفظ' محاورے یا فقرے کے مکرر استعمال کو کہتے ہیں۔ لفظی سطح پر کسی لفظ یا مارفیم کے مکرر استعمال کا مقصد کسی خیال کی اہمیت' شدت' عمومیت یا پھر کسی کام کے تسلسل کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ کشمیری میں مکرریت اظہاری اور معنیاتی سطح پر خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ اظہاری سطح پر اسما' ضمائر' صفات' افعال اور متعلقاتِ افعال کے مکرر استعمال کی وافر

مثالیں دستیاب ہیں۔ کشمیری میں فارسی عربی الفاظ کی مکرریت کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ جایہ جایہ بوزِ مے چانِ تاریف (جگہ جگہ میں نے تمہاری تعریف سُنی)

ب۔ گژھہ کر خودائے خودائے (جا خدا کر)

ج۔ قدمس قدمس پیٹھ چھُ تتہٕ پہرٕ (قدم قدم پر وہاں پہرے ہیں)

د۔ جان جان کامہٕ کر (اچھے اچھے کام کر)

ل۔ شہرٕ گام چھُ از کل نارٕ نارٕ (آج کل گاؤں اور شہروں میں آتش زنی ہوتی ہے)

م۔ صبحن صبحن چھہٕ ترٕ آسان (صبح کو خنکی ہوتی ہے)

اس طرح کے بعض جملوں میں الفاظ کی مکرریت ناگزیر ہے، مثلاً اگر پہلے جملے میں ایک جایہ کو حذف کیا جائے تو جملہ نادرست قرار پائے گا اور اس کا معنی بھی زایل ہو جائے گا۔ معنیاتی سطح پر بھی مختلف لفظوں کی مکرریت قابل توجہ ہے۔ مثلاً

ا۔ مانے مطلب — چانِ وننگ مانے مطلب کیا چھُ (آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے)

ب۔ ملے محبت — پانہٕ وانۍ گژھہِ مانے محبت تھاوُن (آپس میں پیار محبت رکھنا)

ج۔ طور طریقہ — طور طریقن پیٹھ تھاوِ نظر (طور طریقوں پر نظر رکھیے)

د۔ کم قلیل — کم قلیل آمدنی پیٹھ چھُس گزارٕ کران (قلیل آمدنی پر گزارہ کر رہا ہوں)

ECHO WORDS کا بھی کشمیری میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ میں مکرریت جزوی ہوتی ہے۔ ان میں محض لفظ کی ابتدائی آواز کو بدل دیا جاتا ہے اس طرح کے الفاظ کا مقصد معنی میں عمومیت پیدا کرنا ہوتا ہے مثلاً

نار وار — کانگرِ چھا کینہہ نار وار (کانگڑی میں کچھ آگ ہے)

یاد واد — ساڑی یاد واد چھا ژانہہ یوان (ہماری یاد بھی آتی ہے) وغیرہ

فارسی کے توسط سے ترکی الفاظ کی ایک قلیل تعداد بھی کشمیری میں در آئی ہے اور مروجہ کشمیری میں مستعمل ہے۔ یہ الفاظ زیادہ تر ضرب و حرب، ملبوسات، کھانے پینے کی چیزوں، سماجی القاب اور

آرائش و زیبائش تک محدود ہیں مثلاً توپھ (توپ) یلغار، سپاہ، نگارہ (نقارہ) تمغہ، چونغہ (چغہ/چغا) بوتچہ، (بقچہ) زکھ مکھ (چق مق) قاب، قورمہ، چمچہ، خاش، (قاش)، خوتون (خاتون)، خان، بیگ، بیگم، آغا، قلی، قُرقی (قرق) قزاق، تمپہ (تمپہ) وغیرہ

یہ بات اب حتمی طور پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ کشمیر اور وسط ایشیا کے درمیان از منۂ قدیم سے تاریخی، تہذیبی، مذہبی اور سیاسی روابط رہے ہیں۔ ان روابط کے کی بدولت دونوں خطوں میں مشترک تہذیب کی بنیادیں استوار ہو چکی تھیں چنانچہ دانشوروں، ادیبوں، شاعروں، فن کاروں، ہنر مندوں اور سیاحوں کا آنا جانا معمول کا کام بن چکا تھا لیکن یہ تہذیبی روابط چودھویں صدی کی تیسری دہائی میں اس وقت زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گئے، جب کشمیر کی زمامِ حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اور عہدِ سلاطین کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی اور وسط ایشیائی تہذیب کے گہرے اثرات کشمیر پر مرتسم ہونا شروع ہو جاتے ہیں ان اثرات کا سلسلہ اب دو طرفہ کے بجائے یک طرفہ ہو جاتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وسط ایشیا سے ایک ایسی تہذیب اور نظامِ فکر و عمل کی شروعات ہو گئی تھیں جس کے سامنے مروجہ نظامِ زندگی اور اس سے وابستہ قدروں کا ٹھہرنا محال تھا۔ وسط ایشیا سے جو تبلیغی مشن وقتے وقفے کے بعد واردِ کشمیر ہوئے۔ وہ سینکڑوں سے لے کر ہزاروں افراد پر مشتمل ہوتی تھیں جن میں علمائے دین، مفکروں اور دانشوروں کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے دوسرے صاحبِ کمال افراد بھی شامل ہوتے تھے ظاہر ہے کہ یہ تبلیغی مشنریاں اپنے ہمراہ ایک خاص نظامِ فکر کے ساتھ ساتھ ایک خاص طرزِ زندگی بھی لائی تھیں۔ جو اہلِ کشمیر کے لیے بدلتے ہوئے مذہبی اور تہذیبی تقاضوں کے پیشِ نظر اپنے اندر خاص جدت اور جاذبیت رکھتے تھے۔ ان کی تبلیغی، تعلیمی اور اصلاحی و فلاحی کوششوں سے یہاں نہ صرف دینِ اسلام عام ہونے لگا بلکہ نئی تہذیبی قدریں بھی پروان چڑھنے لگیں۔ کشمیر کے شعبائے زندگی پر اتنے یک طرفہ گہرے مذہبی اور تہذیبی اثرات تاریخ کے کسی اور دور میں وقوع پذیر نہ ہو سکے۔ لسانی تبدیلیاں اور اثرات چوں کہ تہذیبی اور مذہبی تبدیلیوں کی مرہونِ منت ہوتے ہیں اس لیے کشمیری زبان بھی ایک عظیم لسانی انقلاب سے دوچار ہو جاتی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ان اثرات کی بدولت

کشمیری زبان ارتقا کے جدید دور میں داخل ہو گئی تو شاید غلط نہ ہوگا۔ فارسی ایران اور وسط ایشیا کے ایک بہت بڑے علاقے کی تہذیبی زبان تھی اور اس میں ایک شاندار اور طویل ادبی روایت استوار ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخِ اسلام واقوام، فقہ، تفسیر، حدیث اور قانون کی سینکڑوں کتابیں منصۂ شہود پر آچکی تھیں۔ عربی مسلمانوں کی مذہبی زبان رہی ہے اور مسلمانوں کی بیشتر زبانوں کو گہرے طور پر متاثر کر چکی ہے۔ فارسی بھی عربی کے گہرے اثرات قبول کر چکی ہے۔ ایران اور وسط ایشیا میں انقلابِ اسلام کے بعد فارسی اسلامی تہذیب کے فروغ کے سلسلے میں ایک نمائندہ زبان کی حیثیت حاصل کر چکی تھی۔ کشمیری اب اسی زبان کے زیرِ سایہ کسبِ فیض کرتی رہی اور یوں ارتقا اور فروغ کے امکانات تلاش کر رہی تھی اس عمل میں کشمیری میں مروجہ قدیم ترین سنسکرت لفظیات کا متروک ہونا قدرتی عمل تھا۔ کشمیری پر عربی فارسی اثرات پر پچھلے صفحات پر بحث ہو چکی ہے لیکن یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ عربی فارسی کے ساتھ ساتھ کشمیری زبان پر وسط ایشیا کی مقامی زبانوں کے اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ان اثرات سے انکار کرنا تاریخی حقائق کو جھٹلانے کے مترادف ہوگا۔ ان اثرات کی نمائندہ مثال یہ ہے کہ کشمیری مختلف اوقاتِ نماز کے عربی نام مثلاً فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کے بجائے وسط ایشائی نام مثلاً صبح، پیشن، دگر، شام اور خفتن بولتے ہیں۔

اختر محی الدین[1] نے کشمیری میں کچھ ازبک الفاظ کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ وسط ایشیا کے ساتھ گہرے تعلقات کے سبب کشمیری پر وسط ایشیائی زبانوں کے کچھ اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے چنانچہ بوڑ، سماوار، کھچر، لواسہ، باقرخانی، روغن جوش، کباب، طبق ماز، ہرکسہ (ازبک لفظ ارپسہ سے) وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو کشمیری پر ازبک اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ فرمایئے اختر محی الدین کا مضمون

Identifying some uzbek words in
the Kashmiri language — An attempt

مشمولہ

Kashmir & Central Asia
By B.K. Koul Deambi

ان کا خیال ہے کہ کشیری میں اس طرح کے اور الفاظ کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ کشیری زبان پر وسط ایشائی زبانوں کے اثرات کی چھان پھٹک ـــــ اور مطالعے کی اپنی تاریخی اور تہذیبی اہمیت ہے مثلاً بُوْنْ کشیری میں اب محض ایک درخت کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ہماری تہذیبی زندگی کے کئی پہلو وابستہ ہیں چنانچہ بُوْنہٕ شہجار، بُوْنہٕ گوڈ، بُوْنہٕ باغ، بُوْنہٕ مُبل تارُن، ــــــــ وغیرہ ہمارے کئی تصورات کے آئینہ دار ہیں ::

کشمیری سرمایۂ الفاظ کا ایک اور اہم سرچشمہ جدید ہند آریائی خاندانِ السنہ کی نمائندہ زبان اردو ہے۔ اردو اپنے علمی و ادبی سرمائے کی بنا پر نہ صرف جدید ہند آریائی کی ایک اہم ترین زبان ہے۔ بلکہ اس وقت ایشیائی زبانوں میں ایک منفرد مقام بھی رکھتی ہے۔ یہ زبان برصغیر کی جغرافیائی حدود کو پار کر کے اب ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت اختیار کر رہی ہے چناں چہ اس کے بولنے والے دنیا کے بیشتر ملکوں میں دستیاب ہیں۔ اہلِ یوروپ بھی اس زبان کی مقبولیت اور اہمیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ کشمیری زبان پر اردو زبان کے اثرات کو آسانی کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جدید کشمیری پر دوسری زبانوں کی نسبت اردو کے زیادہ گہرے اثرات مرتسم ہو رہے ہیں تو شاید غلط نہ ہوگا۔ کشمیری زبان پر اس کے اثرات کا اپنا ایک تاریخی اور تہذیبی پس منظر ہے۔

جموں و کشمیر کے تین خطوں میں تین علاقائی زبانیں ہیں۔ کشمیری اہلِ کشمیر کی مادری زبان ہے (کشتواڑ بھدرواہ اور رام بن وغیرہ جموں خطے میں شامل ہیں) جموں میں ڈوگری زبان بولی جاتی ہے۔ جب کہ لداخ میں لداخی مروج ہے۔ اردو جموں و کشمیر کے کسی خطے کے لوگوں کی مادری زبان نہیں ہے، لیکن ان کے لیے اردو

کوئی اجنبی زبان بھی نہیں ہے۔ اہلِ جموں وکشمیر نے اردو زبان کو پچھلی ایک صدی سے زائد عرصے سے ایک علمی، ادبی اور تہذیبی زبان کی حیثیت سے نہ صرف اپنایا ہے بلکہ اس کی ترقی اور نشو ونما میں نمایاں رول بھی ادا کیا ہے۔ یہاں کی تینوں علاقائی زبانوں کی انفرادیت اور علاقائی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن ان کا حلقۂ اثر اپنے اپنے علاقوں تک ہی محدود ہے۔ اپنے علاقائی حدود سے باہر ان کا اثر نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب کہ اردو کو تینوں خطوں کے لوگوں نے ایک لنگوا فرانیکا اور Link langauge کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔ یہاں کی تہذیبی اور معاشرتی زندگی میں اردو اس طرح سے داخل ہوگئی ہے کہ اس کو ہم ایک لمحے کے لیے بھی اپنے سے الگ کرنے کی کوشش نہیں کرسکتے ہیں۔ اس کا عمل دخل زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے، دفتروں، کارخانوں، صنعت وحرفت کے اداروں، بازاروں، عوامی اور تہذیبی حلقوں اور تعلیمی اداروں غرض کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں اس کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ مزید برآں برصغیر کے باشندوں کے ساتھ اسی زبان کے ذریعے ہمارا ایک مضبوط تہذیبی رشتہ قائم ہے۔

کشمیر میں اردو زبان انیسویں صدی کے آخری حصے میں اس وقت پہنچی جب یہ غیر منقسم ہندوستان کے شمالی حصے کے ساتھ ساتھ دکن میں بھی ایک رابطے کی زبان کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکی تھی۔ جموں کے ڈوگرہ خاندان کا شمالی ہندوستان کے پنجاب اور خاص طور پر لاہور اور دلی درباروں سے گہرا تعلق تھا اور ساتھ ہی شمالی ہندوستان کے مختلف علاقوں کے ساتھ کشمیریوں کے تجارتی تعلقات بھی استوار ہو چکے تھے۔ کشمیری پھیرے والوں کا ان علاقوں تک جانا اب معمول کا کام بن چکا تھا۔ اس طرح کشمیر میں اردو کی ترویج کے لیے ماحول آہستہ آہستہ ہموار ہو رہا تھا۔ کشمیر میں اردو کی فوری ترویج کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں۔

اہلِ کشمیر چوں کہ پہلے ہی فارسی سے متعارف ہو چکے تھے اور اس زبان کے شعر وادب کی ترقی میں قابلِ فخر کارنامے انجام دے چکے تھے اس بنا پر اردو زبان کی تحصیل میں انہیں خاص دشواروں کا سامنا نہیں کرنا پڑا وجہ ظاہر ہے کہ اردو بھی فارسی حروف میں ہی لکھی جاتی ہے اور کشمیری کی طرح فارسی کے گہرے اثرات قبول کرچکی ہے۔ اسی لیے ان اثرات کی بدولت دونوں زبانوں کے لفظی اور قواعدی سرمائے

میں گہرا اشتراک بھی ملتا ہے اس کے علاوہ اردو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے جس میں سنسکرت کے بہت سے الفاظ مختلف تبدیلیوں کے ساتھ مروج ہیں۔ ان الفاظ کا کچھ حصہ کشمیری لفظیات میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ ان لسانی حقائق کے پیش نظر کشمیریوں نے اردو زبان کو کم سے کم لفظیات کی سطح پر اپنے لسانی مزاج کے مطابق پایا اور بہت جلد اس میں لکھت پڑھت کا سلسلہ شروع کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ برصغیر میں اسلام کے فروغ میں اردو زبان کا ایک اہم رول رہا ہے۔ صوفیائے کرام نے اسی زبان کو اشاعتِ اسلام کے لیے استعمال کیا اس وجہ سے شروع سے ہی اس زبان میں دینِ اسلام کی تعلیم و تحقیق کا اچھا خاصا لٹریچر معرضِ وجود میں آ چکا تھا۔ چنانچہ علم الکلام، حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت، اسلامی تہذیب اور تصوف سے متعلق بہت سی کتابیں منظرِ عام پر آ چکی تھیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کتب کی تعداد کثرت سے شائع ہو رہی تھیں۔ کشمیری مسلمانوں کے لیے اردو کی طرف متوجہ ہونے کا اہم سبب یہ بھی تھا۔

اس کے علاوہ شمالی ہندوستان کے مختلف علاقوں مثلاً لاہور، امرتسر، دہلی وغیرہ سے اردو اخبارات یہاں آتے تھے اور مقامی باشندے ملکی اور غیر ملکی حالات کی جانکاری کے لیے ان اخباروں کے مطالعے کی میں منہمک ہو گئے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ ان اخبارات کے تتبع میں کشمیر میں بھی اردو اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا اس وجہ سے کشمیر میں اردو کی ترویج کے سلسلے میں ملکی اور مقامی اخبارات کے رول کو آسانی کے ساتھ نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کشمیر کی سیاست میں اردو کے عمل دخل کا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز سے ہی کشمیر کی سیاسی زندگی کے فروغ میں اس زبان نے ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا ہے۔ مقامی لیڈر اسی زبان میں اپنے سیاسی خیالات کی تحریری اور تقریری تشہیر کرتے تھے اور لوگوں کے اندر جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لیے اردو شعراء کا کلام پیش کرتے تھے۔

مہاراجہ پرتاپ سنگھ ۱۸۸۵ء میں جب تخت نشین ہوئے تو انہوں نے بعض تاریخی، تہذیبی و سیاسی مجبوریوں اور اردو کی مقبولیت کے پیش نظر اس کو سرکاری زبان کا درجہ عطا کیا۔ سرکاری درجہ پاتے ہی یہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں مستعمل ہونے کے ساتھ ساتھ سکولوں میں شامل نصاب کر لی گئی اس طرح دربار اور سرکاری دفاتر میں باریابی کے لیے اس زبان کی تحصیل لازمی شرط قرار پانے لگی۔ ۱۸۹۰ء میں

حکومت نے سیدین کمیٹی کی سفارشات پر اردو کو ذریعۂ تعلیم کے طور پر رائج کیا۔ اس لیے اس کی موثر تعلیم کے لیے سرکاری سطح پر معقول انتظامات کیے جانے لگے۔ جہاں تک اردو شعر و ادب کے ارتقا کا سوال ہے، اہلِ کشمیر نے اس میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اردو کی کوئی ادبی تاریخ کشمیری اردو شاعروں، ادیبوں اور محققوں کی خدمات کا ذکر کیے بغیر مکمل نہیں کہی جا سکتی ہے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ بقول پروفیسر حامدی کاشمیری اردو زبان کی ادبی سرگرمیوں کے پیش نظر عہد حاضر میں کشمیر اردو کے ایک اہم مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔[1]

ان حقائق کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ پچھلی ایک ڈیڑھ صدی کے عرصے میں اہلِ کشمیر نے اردو کو ایک علمی، ادبی اور تہذیبی زبان کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی زبان نے، جو کشمیریوں سے اتنی قریب رہی ہوگی، نے ان کی زبان کو کچھ نہ دیا ہوگا، قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا ہے۔ دو مختلف خاندان السنہ سے تعلق رکھنے کے باوجود ان زبانوں نے ایک دوسرے سے قریب رہ کر ایک گہرا تہذیبی رشتہ قائم کر لیا ہے۔

تہذیبی رشتہ نسبی رشتے سے مختلف ہے۔ نسبی رشتے کا تعلق خون اور خاندان سے ہوتا ہے جب کہ تہذیبی رشتہ ظاہری وضع قطع اور صورت گری متعین کرتا ہے۔ تہذیبی رشتہ ہمیشہ وسعت، بوقلمونی اور تنوع کے امکانات کو روشن کرتا ہے۔ کشمیری، اردو اور فارسی خاندانی لحاظ سے الگ سہی لیکن ان کے درمیان مضبوط تہذیبی رشتوں نے ان میں نہ صرف مشترکہ لسانی سرمائے کی تشکیل کی ہے بلکہ ان کے باوصف کشمیری اور اردو نے ہر اعتبار سے نئی وسعتوں اور جہتوں سے ہم کنار ہو کر ارتقا کی منزلیں طے کی ہیں۔ کشمیر میں فارسی سرکاری منصب سے ہٹ گئی لیکن اس کی جگہ اردو متمکن ہو گئی اور اس طرح عربی فارسی روایات بکھرنے کے بجائے اور مضبوط ہو گئیں چناں چہ عربی فارسی کے سینکڑوں الفاظ، تراکیب، محاورے، ادبی، علمی اور سائنسی اصطلاحات اردو کے توسط سے ہی کشمیری میں داخل ہو رہی ہیں اور یوں اردو کے ذریعہ

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب از پروفیسر حامدی کاشمیری، گلشن پبلشرز سری نگر سال اشاعت ۱۹۹۱ء

عربی فارسی روایات کی توسیع ہو رہی ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو محسوس ہوگا کہ عربی اور فارسی کے ذریعے بہت سی ایشیائی زبانیں جن میں اردو، سندھی، کشمیری، پنجابی، پشتو، بلوچی اور وسط ایشیائی زبانیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں، گہرے تہذیبی اور لسانی رشتوں میں پیوست ہو گئی ہیں۔ ان زبانوں کو ایک خاص تہذیبی رشتے میں پیوست کرنے میں جہاں مشترکہ لسانی سرمائے کا عمل دخل ہے وہاں ان زبانوں کے بولنے والوں کے درمیان مضبوط دینی اور مذہبی رشتوں کے ساتھ ساتھ مشترکہ رسم خط کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے ان زبانوں کے بولنے والوں کو مختلف لسانی و تہذیبی مسائل کے حل کے لیے عربی فارسی سے لامحالہ رجوع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً جب بھی ادبی، تہذیبی اور مذہبی اصطلاحات یا انگریزی الفاظ کے متبادل تلاش کرنے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو عربی فارسی سے رجوع کرنے کے بغیر کام نہیں چلتا ہے ان مسائل کی نوعیت کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ ان زبانوں کے درمیان ایک مشترکہ مزاج اور ہم آہنگی کی روایت تشکیل پذیر ہے۔

اردو ہند آریائی خاندان کی واحد زبان ہے جس نے اپنے ارتقا کے دوران مختلف نام بدل لیے ہیں ان میں ہندی، ہندوی، زبانِ ہندوستان، ہندوستانی، دہلوی، گوجری (گجری، بولی گجرات) دکنی، اردوئے معلیٰ، ریختہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہندی اردو کا قدیم ترین نام ہے۔ ملا وجہی نے اپنی کتاب "سب رس" میں اس زبان کو ہندی اور زبانِ ہندوستان ہی کہا ہے، ہندی دراصل مسلمانوں نے اس زبان کو کہا ہے جو ہندوستان میں عام گفتگو کی زبان کے طور پر استعمال ہوتی تھی اور ہند کی نسبت اس کو ہندی کا نام دیا ہے جو بذاتِ خود فارسی نام ہے۔ لسانیاتی اعتبار سے بھی اردو اور ہندی ایک ہی زبان کے دو الگ نام ہیں کیونکہ بول چال کی سطح پر ان زبانوں میں کوئی بڑا فرق دکھائی نہیں دیتا ہے اور اگر کوئی فرق ہے تو بس یہ کہ ہندی میں سنسکرت الفاظ کی تعداد زیادہ ہے۔ جب کہ اردو میں عربی فارسی الفاظ کی وافر تعداد ہے اور ہندی دیوناگری رسم خط میں لکھی جاتی ہے، جب کہ اردو فارسی رسم خط میں تحریر کی جاتی ہے۔ انیسویں صدی سے پہلے ہندی کی کوئی الگ صورت نہیں تھی بلکہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا اردو کا ہی ایک نام تھا۔ یہ تخصیص انیسویں صدی کے وسط کے بعد سامنے لائی گئی۔ پھر بھی ماہرین

لسانیات ان کو الگ زبانیں شمار کرنے کے لیے تیار نظر نہیں آتے ہیں۔ ہندوستان کی سرکاری زبانوں کے گوشوارے میں چوں کہ ان کو الگ الگ زبانوں کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔ اس لیے اب یہ تمغیص مسلّم ہے۔ کشمیری پر جدید ہند آریائی اثرات کا موجب جدید ہندی بلکہ اردو زبان ہے جس کے ساتھ اب اہلِ کشمیر کا ایک مضبوط تہذیبی رشتہ استوار ہو چکا ہے۔ یہاں پر ان اثرات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

منفوسیت ہند آریائی زبانوں کی ایک اہم صوتی خصوصیت ہے، اردو ہندی میں بھی یہ ایک ممیّز صوتی خصوصیت ہے۔ اس سے صوتیہ یا فونیم کا درجہ رکھتی ہے یعنی اس کے استعمال سے اقلی جوڑے میں معنی تبدیل ہوتے ہیں۔ مثلاً

باپ	بھاپ
پل	پھل
کال	کھال
جاگ	جھاگ

اردو ہندی میں مندرجہ ذیل منفوس مصمتوں کا استعمال ہے۔[1]

غیر مسموع	پھ	تھ	ٹھ	چھ	کھ	ڑ
مسموع	بھ	دھ	ڈھ	جھ	گھ	ڑھ

دیوناگری میں ان آوازوں کے لیے الگ سے حروف ہیں۔ دونوں زبانوں میں ان کو بامعنی آزادانہ حیثیت حاصل ہے اور یہ دو یونٹوں (یعنی پ + ھ) وغیرہ کا جوڑ نہیں ہیں اردو اور ہندی میں یہ ابتدائی، مین صوتی اور آخری حالتوں میں واقع ہوتے ہیں (بہ استثنا پھ کے)۔ منفوسیت متنفی بہاؤ کی رکاوٹ

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ از مسعود حسین خان ترجمہ و ترتیب مرزا خلیل بیگ اور نذیر احمد ملک کا مضمون اردو کی ہمکار آوازیں مشمولہ بازیافت ۱۹۸۶ء، جلد ۴ شمارہ ۴ شعبہ اردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

کے دوران اور رکاوٹ کے فوراً بعد کی غیر مسموعیت ہے جو ہوا کے جھونکے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ کشمیری میں بھی منفوسیت ایک ممیز صوتی خصوصیت ہے۔ یعنی اس کے استعمال سے اقلی جوڑے میں معنی تبدیل ہوتے ہیں مثلاً۔

پُرُن (پڑھنا)	پھُرن (چوری کرنا)
تان (حصّہ)	تھان (کپڑے کا تھان)
چَلُن (چلنا، کسی کی چلنا)	چھَلُن (دھونا)
ٹگ (ٹھگ)	ٹھگ (چور، لٹیرا)
کار کام	کھار (آہنگر)

یہ منفوس مصمتے کشمیری میں الفاظ کی ابتدائی، وسطی اور آخری تینوں صورتوں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں مثلاً

ابتدائی	وسطی	آخری
پھ—	—پھ—	—پھ
پھُرُن (چوری کرنا)	وُپھِل (اڑنے والا)	تاپھ (دھوپ)
تھ—	—تھ—	—تھ
تھال (بڑی تھالی)	پاُتھر (ایک خاص قسم کی ایکٹنگ)	کتھ (بات)
چھ—	—چھ—	—چھ
چھان (نجار)	ہیچھُن (سیکھنا)	ماچھ (شہد)
ٹھ—	—ٹھ—	—ٹھ
ٹھوُل (انڈا)	بیٹھک (بیٹھنے کی جگہ، کمرہ جہاں بیٹھتے ہیں)	میوٗٹھ (میٹھا)
کھ—	—کھ—	—کھ
کھوُر (اُسترا)	دکھاوٹھ (نمائش)	نکھ (کندھا)

کشمیری میں ایسے تمام الفاظ جو دوسری زبانوں بشمول اردو ہندی سے آئے ہیں۔ ان کے آخر کا غیر مسموع غیر منفوس بندشی مصمتہ کشمیری صوتیاتی مزاج کے مطابق منفوس بندشی مصمتے میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

اردو / ہندی	کشمیری
پالک	پالکھ
دکھاوٹ	دکھاوٹھ
جاٹ	جاٹھ
ٹھپک	ٹھپکھ
اچھوت	اچھوتھ
چھاپ	چھاپھ

ہند آریائی زبانوں کے برعکس کشمیری میں منفوس مصمتی بندشی آوازوں کا پورا سیٹ غائب ہے۔ یعنی اس میں بھ، دھ، جھ، ڈھ، گھ آوازوں کا پورا سیٹ غائب ہے۔ یہ کشمیری صوتیاتی ساخت کا حصہ نہیں ہیں۔ کشمیری ایک غیر ہند آریائی زبان ہونے کے دعوے میں گریرسن نے ان آوازوں کی عدم موجودگی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اس لیے ان آوازوں پر مشتمل اردو ہندی الفاظ جو کشمیری میں مستعمل ہیں ان کی منفوسیت ختم ہو جاتی ہے مثلاً

بھ۔	بھاؤ	باو
بھ۔	بھوت	بوت / بوتھ
۔بھ۔	پربھو	پربو
۔بھ	شُبھ	شُب
دھ۔	دھیان	دیان
۔دھ۔	شُدھرنا	شُدرن
۔دھ	شُدھ	شُد

ڈھ۔	ڈھنگ	ڈنگ[1]
ڈھ۔	ڈھیل	ڈیل
جھ۔	جھڑپ	جڑپھ
۔جھ۔	-	-
۔جھ	سمجھ	سیج
گھ۔	گھاٹ	گاٹھ
۔گھ۔	بگھی	بُگی
۔گھ		

مسموع منفوس مصتی آوازوں کی عدم موجودگی کے پیش نظر اہلِ کشمیر ان آوازوں پر مشتمل الفاظ میں یا تو ان کو گرا دیتے ہیں یا پھر ان کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر غیر مسموع آواز کے ساتھ ملا دیتے ہیں مثلاً گھٹا کے بجائے گُھٹا، بھکاری کی جگہ بکھاری، بھٹی کی بٹھی بولتے ہیں۔

جہاں تک معکوسیت کا تعلق ہے کشمیری میں اور خاص کر سری نگر اور شمالی کشمیر میں یہ صوتی خصوصیت کمزور ہے۔ کشمیری میں صرف تین معکوسی آوازوں ٹ، ٹھ، اور ڈ کا استعمال ملتا ہے۔ قدیم کشمیری میں سنسکرت کے اثر کے تحت یہ خصوصیت (معکوسیت) کسی حد تک نمایاں رہی ہوگی لیکن اسلامی تہذیب کے اثرات کے سبب یہ خصوصیت برائے نام رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شؕ [ʂ] اور نؕ [ɳ] کی آوازیں جو سنسکرت کی اہم ترین آوازیں رہی ہیں، کشمیری میں بالکل مفقود ہیں۔ کشمیری میں صرف ٹ اور ٹھ کی آوازیں نمایاں رہی ہیں اور ان سے تشکیل شدہ الفاظ کی ایک خاص تعداد دستیاب ہے۔

---

[1] اردو ہندی میں /ڈ/ لفظ کی صرف ابتدائی حالت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے صرف ابتدائی حالت کی مثال پیش کی گئی ہے۔ درمیانی حالت میں صرف ایک استثنا کے ساتھ یعنی /ڈ/ مشدّد یا انفی شکل اختیار کیے بغیر واقع نہیں ہوتا ہے۔ /ڈھ/ وسطی اور آخری حالت میں نہیں آتا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر مسعود حسین خان کی کتاب "اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجزیاتی مطالعہ" ترجمہ و ترتیب مرزا خلیل بیگ۔

ڈ سے تشکیل شدہ الفاظ بھی کشمیری میں دستیاب ہیں اور اس سے تشکیل شدہ مندرجہ ذیل اردو الفاظ کشمیری میں داخل ہوئے ہیں۔

ڈاکھ (ڈاک)، ڈائن (ڈائن)، ڈر، ڈاکر (ڈکار)، ڈنڈ (ڈنڈا)، ڈور، (ڈور)، ڈوٗل (ڈولی) ڈوم، ڈونگہ (ڈونگا) ڈلوان (ڈھلوان)، ڈنگ (ڈھنگ)

کشمیری نے اردو کے بہت سے مرکبات مستعار لیے ہیں اور ان کا استعمال بڑی بے تکلفی سے کیا جاتا ہے ان میں چند مرکبات درج ذیل ہیں۔

بناوٗ سنگار (بناؤ سنگھار)، جانچ پڑتال، چھان بین، روک تھام، راج پاٹ، دوٗم دام (دھوم دھام) دوڑ دوپھ (دوڑ دھوپ)، اتار چڑاوٗ (اتار چڑھاؤ)، آپ بیتی، جگ بیتی، اُلٹا پلٹا، اونچ نیچ بات چیت، باگ دوڑ (بھاگ دوڑ) بوٗل چوٗک (بھول چوک)، بیچ بچاوٗ، تال پاتال، چیخ پکار، پکڑ دھکڑ، پوچھ تاچھ، جوڑ توڑ، ٹھاٹھ باٹھ (ٹھاٹ باٹ)، چال چلن، کانٹھ چھانٹھ (کانٹ چھانٹ) چھوت چھات، دکھ سکھ (دکھ سکھ) مار داڑ (مار دھاڑ)، دیکھا دیکھی، کال کوٹھری، کام چلاوٗ، کن ٹوپ، گپہ بکرٕ (کن پھڑی) گھر بار، منہ میٹھا، منہ پھٹ وغیرہ

کشمیری زبان پر اردو اثرات کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ کشمیری میں اردو جملوں اور فقروں کا براہ راست ترجمہ کیا جاتا ہے۔ بول چال اور تحریر دونوں سطحوں پر اردو جملوں کے کشمیری تراجم ایک حاوی رجحان کی حیثیت حاصل کر چکے ہیں اس سلسلے میں درج ذیل مثالوں سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تُہُند اِسمِ شریف کیا چھُ	آپ کا اسم شریف کیا ہے؟
جناب، بہٕ سُپدُس حاضر	جناب، میں حاضر ہوگیا
میہ لائق کانہہ حُکم /	میرے لائق کوئی حکم ہے؟
میانہٕ خاطرٕ کانہہ حُکم	
جناب، تُہی یہ مُناسِب زانِو	جناب، آپ جو مناسب سمجھیں
میون چھُنہٕ کانہہ اعتراض / ایتراض	میرا کوئی اعتراض نہیں ہے

ڑ کو کشمیری میں ڈ میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

میون دِل چھُ گواہی دِوان — میرا دل گواہی دیتا ہے

یہِ چھُ اَکھ نوزُک معاملہٕ — یہ ایک نازک معاملہ ہے

بہٕ چھُس اَکھ مومُولی اِنسان — میں ایک معمولی انسان ہوں

سُہ چھُ تھدِ پایک شاعِر تہٕ بزرگ — وہ اعلیٰ پائے کے شاعر اور بزرگ ہیں

یہِ چھےٚ تمِ سُندِ بوڈ آسنچ علامت / علامتھ — یہ ان کے بڑا ہونے کی علامت ہے۔

تُہۍ چھِوٕ خواہ مخواہ بکواس کران — آپ خواہ مخواہ بکواس کر رہے ہیں

اَتھ منٛز چھنہٕ بحث کرنچ کانٛہہ گنجائش — اس میں بحث کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے

اَمِک روک تھام کرنہٕ خاطرٕ کم قدم آیہٕ تُلنہٕ — اس کی روک تھام کے لیے کیا قدم اٹھائے گئے۔

یہِ چھُ خوشی تہٕ مسرتُک مقام — یہ خوشی اور مسرت کا مقام ہے

یہ جملے مُشتے از خروارے ہیں۔ اس قبیل کے سینکڑوں جملے اب کشمیری میں عام ہو گئے ہیں اور میری دانست میں (بہت سے دوست اور بزرگ مجھ سے اختلاف کریں گے) براہِ راست ترجمے کی صورت میں کشمیری میں دخیل ہوئے ہیں۔ ان ترجموں سے کشمیری زبان کی نحوی ساخت میں کوئی فرق نہیں آسکتا ہے لیکن یہ کشمیری پر اردو اثرات کی واضح نشاندہی کرتے ہیں۔ ان اثرات کے تحت اردو اور اردو کے توسط سے دوسری زبانوں خاص کر عربی اور فارسی الفاظ کی ایک بڑی تعداد کشمیری میں در آئی ہے۔ جہاں تک کشمیری میں علمی اور ادبی تحریروں کا تعلق ہے ان میں اردو جملوں کے تراجم کی وافر تعداد نظر آئے گی۔ یہاں پر چند اہم کشمیری ادیبوں کی نگارشات سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

افسانہٕ گو وَکتہٕ وَننک اَکھ طریقہٕ۔ یتھ اَکھ ابتدا آسہِ، عروج آسہِ تہٕ اختتام آسہِ۔ اَتھ منٛز چھِ کِردار تہٕ واقعات اَکھ اَکِس مُحرِکہ بنتھ مطلبک اظہار تہِ طریقہٕ کران زِ پَرن وول چھُ حارِتس گژھان۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"افسانہٕ چھُ نثر پارٕ ـــ افسانُک بوڈ وصف چھُ اختصار، افسانس منٛز چھُ وحدتِ تاثر لازِم تہِ افسانس منٛز چھُ وحدتِ زمان و مکان شدتہٕ تاثر پیدا کرنہٕ خاطرٕ ضروری۔

خاص ترتیبک یہ بُنیادی ڈانچہ چھُ ازابتدا افسانس اَکھ الگ صنفِ ادب بناوان تہٕ عالمی معیارس پیٹھ یلہِ اسی افسانک تذکرٕ کران چھِ اَسہِ چھِ گوڈے ذہنس منزٕ یہ ڈانچہ یوان۔

افسانک عالمی معیار تہٕ کاشُر افسانہ ازاخترمحی الدین مشمول
تحقیقی رسالہ فیکلٹی آف آرٹس نمبر ۲ ص نمبر ۵۴

(اردو ترجمہ :۔ افسانہ بات کہنے کا وہ طریقہ ہے جس کی ایک ابتدا ہو، عروج ہو اور اختتام ہو۔ اس میں کردار اور واقعات ایک دوسرے کا محرک بن کر مطلب کا اظہار اُس طریقے سے کرتے ہیں کہ پڑھنے والا حیرت میں پڑ جاتا ہے۔

افسانہ نثر پارہ ہے، افسانے کا بڑا وصف اختصار ہے۔ افسانے میں وحدتِ تاثر لازمی ہے اور افسانے میں وحدت زمان و مکان اور شدتِ تاثر پیدا کرنا ضروری ہے۔

خاص ترتیب کا یہ بنیادی ڈھانچہ افسانے کو ابتدا سے ہی ایک الگ صنف بناتا ہے اور عالمی معیار پر جب ہم افسانے کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں افسانے کا یہ ڈھانچہ پہلے ہی ذہن میں آتا ہے)

شاعرن چھُ بظاہر بِلکُل سُے تصویر پیش کوٕرمت یُس تمہِ پانس بروٚنٹھ کنہِ وُچھمُت اوس تہٕ تمہِ اور یور ڈلنچ چھِنہٕ کوشش کرمٕژ یانے سُہ سفر چھُنہٕ کوٚرمت یُس سراپا نگاری باپتھ ضروری چھ باسان۔ اتھ صورتِ حالس کرو ناوٕ ٹھہراو یا بے سفری۔

سراپا نگاری تہٕ رُسُل میر از رحمان راہی مشمول تحقیقی رسالہ
فیکلٹی آف آرٹس نمبر ۲ ص نمبر ۶۶

(اردو ترجمہ :۔ شاعر نے بظاہر وہی تصویر پیش کی ہے جو اُس نے اپنے سامنے دیکھی تھی اور اُسے اِدھر اُدھر جانے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ یعنی وہ سفر کیا ہی نہیں ہے جو سراپا نگاری کی بابت ضروری ہے۔ اس صورت حال کو ٹھہراؤ یا بے سفری کا نام دے سکتے ہیں)

خاطر ریڈیو کشمیر پیٹھ کوٚرمیہ اتھ متعلق از شبہ ژری بروٚنہہ اَکھ جائزٕ نشر۔ یمیُک عنوان

اوس " کاشرِس ادبس منز بانا مُر کتھا پٕہند مقام " تہٕ یُس سنگرمال پروگرامس اندر بوزنٕہ ناونہٕ آو ۔

کاشرِ شاعٕری ہُند گوڈنیال ۔ بانا مُر کتھا از پی ۔ این ۔ پُشپ
مشمول تحقیقی رسالہٕ فیکلٹی آف آرٹس نمبر ۲ مس نمبر ،

(اردو ترجمہ :۔ خیر ، ریڈیو کشمیر پر اس کے متعلق میں نے چھ سال پہلے ایک جائزہ نشر کیا ۔ جس کا عنوان " کشمیری ادب میں بانا مُر کتھا کا مقام " تھا اور جو سنگرمال پروگرام میں سنا گیا ۔) ۔

انگریزی جو آج ایک عالم گیر زبان کا درجہ رکھتی ہے اور جس کے بولنے اور سمجھنے والے دنیا کے تقریباً تمام خطوں میں کثیر تعداد میں موجود ہیں، ایک زمانے میں یورپ کی دوسری زبانوں کے مقابلے میں ایک کمتر زبان سمجھی جاتی تھی دنیا کی ترقی یافتہ قومیں تو اس کے وجود سے بھی ناآشنا تھیں۔ شیکسپیئر کو کہاں معلوم تھا کہ وہ جس زبان میں اپنی تخلیقی نگارشات پیش کر رہے ہیں، آیندہ دور میں ایک اہم عالم گیر علمی اور ادبی زبان کا درجہ حاصل کرے گی اور ان کے تخلیقی کارناموں کے فنی حسن سے پوری دنیا محظوظ ہو جائے گی اس لیے کہ انگریزی ان کے دور میں ایک محدود طبقے کی چھوٹی سی زبان تھی اور اس کے بولنے اور سمجھنے والے محض انگلستان اور جنوبی اسکاٹ لینڈ تک محدود تھے۔ یہ زبان اس دور میں آئرلینڈ تک بھی نہیں پہنچ پائی تھی لیکن اُنیسویں صدی کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی یہ پوری دنیا میں ایک ہمہ گیر تہذیبی، علمی، ادبی اور بین الاقوامی لنگوا فرینکا کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ ان علاقوں اور ملکوں میں بھی رابطے کی زبان کے طور پر استعمال کی جانے لگی جہاں کے لوگوں کی یہ مادری زبان نہیں ہے۔ برصغیر جہاں چار سو سے زائد چھوٹی بڑی زبانیں مروّج ہیں، میں بھی تعلیم یافتہ طبقے اور مختلف خطوں اور علاقوں کے درمیان یہ ایک اہم رابطے کی زبان کے طور پر

ابھر رہی ہے۔ ہندوستان میں اس کا عمل دخل اس وقت شروع ہوا جب انیسویں صدی کے وسط میں انگریز ہندوستان پر مکمل طور قابض ہو گئے۔ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کے بعد اہلِ ہند نئی سیاسی تبدیلیوں اور جدید تہذیبی تقاضوں کے پیش نظر انگریزی حاصل کرنے اور اس کے ذریعے جدید علوم و فنون تک رسائی حاصل کرنے کی سعی میں مصروف ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں اس زبان میں اپنی ذہانت کے کرشمے دکھا کر دادِ تحسین حاصل کرنے لگے۔ علمی، سائنسی اور تہذیبی اہمیت کے پیش نظر برصغیر ہند و پاک کی یونیورسٹیوں میں اس کو ذریعۂ تعلیم کا درجہ بھی دیا گیا۔

انگریزی نے جہاں دنیا کی بہت سی زبانوں کو متاثر کیا ہے وہاں برصغیر کی تقریباً تمام زبانیں بھی اس سے گہرے طور پر متاثر ہو چکی ہیں۔ کشمیری بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ایک ترقی پذیر زبان ہونے کے ناطے اس نے بھی انگریزی کے بے شمار الفاظ مستعار لیے ہیں۔ ان الفاظ کا اگر شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست مرتب ہوگی۔ یہ الفاظ کشمیری صوتی نظام کے مطابق مختلف صوتیاتی تبدیلیوں کے بعد کشمیری میں مستعمل ہیں اور اس اعتبار سے کشمیری لفظیات کا ایک اہم حصہ بن چکے ہیں۔ یہاں پر چند اہم صوتی تبدیلیوں کے بارے میں اشارہ کرنا مناسب ہے۔

۱۔ منفوسیت انگریزی کی ممیز صوتی خصوصیت نہیں ہے یعنی اس کے استعمال سے اقلی جوڑے میں معنی میں کوئی تفریق نہیں ہوتی ہے لیکن انگریزی میں لفظ کے شروع میں جب کوئی غیر مسموع بندشی آواز وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس میں منفوسیت کو شامل کیا جاتا ہے لیکن یہ انگریزی تجزِ صوتیاتی نظام کا حصہ نہیں ہے۔ مثلاً

[kʰa:r] > /ka:r/ 'car'
[pʰa:s] > /pa:s/ 'pass'
[tʰa:ɔk] > /ta:k/ 'talk'

کشمیری میں غیر مسموع بندشی آوازوں کے ساتھ منفوسیت کا استعمال معنوی تفریق کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے کار کے بجائے کھار (بمعنی آہنگر)، پاس کے بجائے پھاس (بمعنی خلیج پیدا کرنا، دوری پیدا کرنا) اور ٹاک کے بجائے ٹھاک (بمعنی رکاوٹ) نہ معنوی اعتبار سے صحیح ہوگا۔ اور نہ صوتی اعتبار سے مناسب

ہوگا اس لیے کشمیری ایسے تمام الفاظ میں منفیت کو گرا دیتی ہے۔

۲۔ انگریزی کی دو مخصوص فریکیٹو دنتی آوازیں /θ/ اور /ð/ کشمیری میں نہیں ہیں اس لیے ان آوازوں پر مشتمل الفاظ میں کشمیری ان کی جگہ بندشی دنتی آوازوں تھ /th/ اور دھ /dh/ کا استعمال کرتی ہے مثلاً

[θaŋks] > [thaŋks] 'thanks'

[θi:sis] > [thi:sis] 'thesis'

[ðan] > [than] 'then'

۳۔ انگریزی کی دو آوازیں /tʃ/ اور /dʒ/ کشمیری میں /c/ اور /J/ میں تبدیل ہوتی ہیں مثلاً

[tʃ ə: tʃ] > [cərc] church

[dʒ ʌ dʒ] > /JUj/ JUDGE

۴۔ انگریزی میں بعض الفاظ کے شروع میں /sk-/ /sp-/ /st-/ /spr-/ /str-/ پر مشتمل مصمتی خوشوں کا استعمال ملتا ہے۔ کشمیری میں ان خوشوں پر مشتمل جو الفاظ داخل ہوئے ہیں، کشمیری صوتی عادت کے مطابق ایسے الفاظ میں ان خوشوں کو توڑنے کا رجحان ملتا ہے مثلاً

[stri:t] > [sitri:t] 'street'

[sprey] > [siprey] 'spray'

[stor] > [sitor] 'store'

[spot] > [supot] 'spot'

[sku:l] > [saku:l] 'school'

۵۔ پوسٹ سے تشکیل شدہ مرکب الفاظ میں /ٹ/ کو گرایا دیا جاتا ہے مثلاً

پوسٹ کارڈ — پوس کارڈ

پوسٹ ماسٹر — پوس ماسٹر

پوسٹ مارٹم — پوسٹ مارٹم وغیرہ

۶- بعض الفاظ میں /ٹ/ /ت/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

بوٹل > بوتل [1]

پلاسٹر > پلستر

ہاسپٹل > ہسپتال

۷- کہیں کہیں /ڈ/ /د/ میں تبدیل ہوتا ہے۔ مثلاً

آڈرلی اردلی

ڈزن درجن

۸- /ɔ: ہ/ کہیں کہیں لفظ کے بیچ میں /اٗ/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

لاری لآری

کاپی کآپی

لائن لآئن

۹- /او/آ/ /ا/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

اوفیسر افسر

کوآپریشن کاپریشن

۱۰- /-و-/ /-ۅ-/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

نوٹ نۄٹھ [2]

کوٹ کۄٹھ وغیرہ

۱۱- لفظ کے شروع میں /e/ /اَ/ میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً

ایجنسی اجنسی

ایجنٹ اجنٹ

---

[1] اس طرح کے الفاظ کشمیری میں دوسری زبانوں مثلاً فارسی، اردو کے توسط سے بھی آئے ہیں۔
[2] نۄٹھ کی جگہ نوٹھ بھی استعمال ہوتا ہے۔

ایڈریس　　　　　　　　اڈرس

اس طرح کی کچھ اور صوتی تبدیلیاں بھی کشمیری میں ہوئی ہیں۔

کشمیر کی سماجی اور تہذیبی زندگی میں آج کل کشمیری کے ساتھ اردو اور انگریزی الفاظ کا استعمال نہ صرف سماجی تفاعل social interaction کا ایک اہم جزء ہے بلکہ ہماری گفتگو کے لیے ایک خاص معیار Norm اور لسانی و سماجی تفاخر Linguistic & social prestige کا ایک اہم سبب بھی بن گیا ہے۔ اس لیے اردو[1] اور انگریزی الفاظ، محاورات، مرکبات اور جملوں کا شعوری استعمال ایک حاوی رجحان کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ یہ رجحان اتنا مضبوط ہو گیا ہے کہ کشمیری میں برمحل متبادل الفاظ کی دستیابی کے باوجود ان زبانوں کے الفاظ کے استعمال کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں انگریزی اردو کشمیری سہ لسانیاتی صورتِ حال کشمیر بول چال کا نمایاں رجحان ہے۔ (اردو اثرات کا ذکر پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے) کشمیری انگریزی دو لسانی صورت حال میں کبھی کبھی انگریزی کے پورے جملے استعمال کیے جاتے ہیں۔ گفتگو میں جملوں کی تبدیلی دو لسانیات کا ایک اہم پہلو ہے۔ ایسی تبدیلیاں زیادہ تر جذباتی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں تاکہ گفتگو کو زیادہ موثر بنایا جا سکے چناں چہ کشمیری میں حکم و التجا، خطیبانہ جملے اقراری و انکاری جملے انگریزی میں بھی کہے جاتے ہیں۔ مثلاً

تھینک یو وری مچ	THANK YOU VERY MUCH
یو، شٹ اپ	YOU, SHUT UP
ہو آر یو	HOW ARE YOU
کویٹ ویل، تھینک یو	QUIT WELL, THANK YOU
ہو آر یو	WHO ARE YOU
ٹاٹا	TATA TATA

---

[1] یہاں پر اردو الفاظ سے مراد اردو سے زیادہ عربی فارسی الفاظ سے ہے اس لیے کہ کشمیری میں آج کل عربی فارسی کے الفاظ بالعموم اردو کے ذریعے سے داخل ہو رہے ہیں۔

BYE BYE — بائی بائی

GOOD BYE — گڈ بائی

YES SIR, NO SIR — یس سر، نو سر

I WILL SEE YOU — آئی وِل سی یو

PLEASE HELP ME — پلیز ہلپ می

I AM ALWAYS AT YOUR DISPOSAL SIR. — آئی ایم آلویز ایٹ یور ڈسپوزل سر

NO SMOKING, PLEASE — نو سموکنگ پلیز

SO NICE OF YOU — سو نائس آف یو

اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔[1] ایسے جملے بھی استعمال کیے جاتے ہیں، جو نحوی ساخت کے اعتبار سے کشمیری ہیں لیکن ان میں کشمیری الفاظ کا استعمال برائے نام ہے۔ ایسے جملوں میں انگریزی الفاظ مختلف مارفیمی تبدیلیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ یہ جملے مختصر اور طویل دونوں طرح کے ہیں۔ چند مثالیں یہ ہیں۔

۱۔ لائٹ کر آف

۲۔ ماشٹر درا و سکول

۳۔ اِنگلش اُردوٗ ڈِکشنری چھ مارکیٹس منزٕ اویلیبل

۴۔ یہ کوٗیچن پیپر چھ آوٹ آف سیلبس

۵۔ مارکیٹس منزٕ میگزینن ہٕنز شارٹیج چھ سٹوڈنٹن، ریسرچ اسکالرن تہٕ ٹیچرن ہٕنز کامن پرابلم

۶۔ ہیومن رائٹس کمیشن کِہ ٹیمن چھُ یُنُن رپورٹ پریس خاطرٕ ریلیز کورمُت

۷۔ یو۔ این۔ او ہنٛز سیکرٹری جنرلن چھُ ویسٹ ایشیا ہٕنٛز کانفرنسکین ممبر ملکن سائنٹفک اپروچ یتھیار کرنٕچ اپیل کٔرمٕژ۔

---

[1] بعض تعلیم یافتہ اشخاص دانستہ طور پر انگریزی کے زیادہ بھاری اور بے محل الفاظ استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں لیکن اس طرح Code Mixing کے بجائے Odd Mixing کی صورت حال ابھرتی ہے جو یقیناً صحیح نہیں ہے۔

۸۔ شملہ اگریمنٹکس فریم ورکس منزِ چھا انڈو پاکس درمیان کشیر پرابلم حل کرنگ کا نہہ طریقہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا جملے اور اس نوعیت کے لاتعداد جملے کشمیری میں اسی طرح سے بولے جاتے ہیں' تاہم اگر کوئی شخص ان جملوں کو خالص کشمیری جامعہ پہنانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ غیر فطری جملے معلوم ہوں گے یا محض شعوری ترجمے ہوں گے۔

الفاظ کے ساتھ ساتھ کشمیری نے انگریزی ترکیبات بھی مستعار لی ہیں۔ ان ترکیبات کا تعلق ان تصورات اور اشیا سے ہے۔ جن کے لیے کشمیری میں لغوی متبادل کی عدم دستیابی ہے۔ یہ تصورات اور اشیا جدید تعلیمی' علمی' تہذیبی' سائنسی اور صنعتی ترقی کے فروغ کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئے ہیں اور آج کل ہماری روزمرہ زندگی کا ناگزیر حصہ بن چکے ہیں۔ ان ترکیبات کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ ان ترکیبات سے قطع نظر کشمیری میں انگریزی کے ساتھ مخلوط انسلی (Hybridized) ترکیبات کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد مستعمل ہے۔ ان کی ترکیب عموماً اس نوعیت کی ہے۔

۱۔ انگریزی + انگریزی (اسم + اسم) جس میں خاص لفظ .Head word بھی انگریزی ہے۔ اور محدود کرنے والا لفظ : Modifier بھی انگریزی ہے مثلاً باتھ روم' یونی ورسٹی ٹیچر' ڈرائنگ روم' ٹورسٹ سنٹر' بھیچر ٹیوب' پولیس انسپکٹر' کوسچن پیپر' وغیرہ

۲۔ کشمیری یا عربی یا فارسی یا اردو + انگریزی (اسم + اسم) جس میں خاص لفظ انگریزی کا ہے اور محدود کرنے والا کشمیری' عربی یا فارسی ہے۔ مثلاً محلہ پریذیڈنٹ' شیشۂ الماری' کتابہ الماری' وارڈ کمیونٹی' گاؤں پروگرام' زنانہ وارڈ' بچہ ہسپتال' دندہ ڈاکٹر' کھوہ رکالج وغیرہ

۳۔ انگریزی + کشمیری یا عربی یا فارسی یا اردو (اسم + اسم) جس میں خاص لفظ کشمیری۔ عربی' فارسی یا اردو ہے اور محدود کرنے والا لفظ انگریزی ہے۔ مثلاً کالج کوُر' ڈاکٹرہ دکان' ہسپتال گاڈی' بنک ملازم'

۴۔ انگریزی فعل + کشمیری یا عربی یا فارسی اسم جس میں محدود کرنے والا لفظ انگریزی فعل ہے۔ مثلاً امپورٹیڈ مال' ایجڈ شخص' کلچرڈ گر' ایڈوانسڈ گام۔

۵۔ انگریزی صفت + کشمیری یا عربی یا فارسی اسم جس میں محدود کرنے والا لفظ انگریزی صفت ہے۔ مثلاً کورپٹ حکومت، ٹرننگ ماحول، سائینٹی فک خیال،

۶۔ کشمیری، عربی یا فارسی صفت + انگریزی اسم۔ جس میں صفت لفظ کے معنی کو محدود کرتا ہے مثلاً شاندار ڈریس، گنڈ کالونی،

انگریزی الفاظ کے ساتھ کشمیری لاحقے جوڑ کر مارفیمی تبدیلیاں خاص طور پر عام ہیں۔ مثلاً

ٹکٹ	ٹکٹہٕ	ٹکٹن
سکیم	سکیمہٕ	سکیمن
پائپ	پایپہٕ	پیپن
ریکارڈ	ریکارڈٕ	ریکارڈن
اپیل	اپیلہٕ	اپیلن
کانفرنس	کانفرنسہٕ	کانفرنس

کچھ انگریزی سابقے بھی کشمیری میں مستعمل الفاظ کے ساتھ لگا دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً

انٹی کانگریس، انٹی مسلم، انٹی تحریک،

پرو تحریک، پرو کانگریس

ایکس تحصیلدار، ایکس نائب، وغیرہ

کشمیری میں دوسری یورپی زبانوں کے الفاظ بھی نظر آتے ہیں لیکن یہ تمام الفاظ کشمیری میں انگریزی کے توسط سے داخل ہوئے ہیں مثلاً

سوسائیٹی، کورٹ، جج، پارلیمنٹ، سٹیٹ، گورنمنٹ، کرائم، پرنس، کونسل، چانسلر، ٹاور، فیشن، ڈریس، کسٹم، کالم، رومانس، گراج وغیرہ فرانسی الفاظ ہیں۔

ڈراما، ٹریجڈی، کامیڈی، سین، فزیکس، باٹنی، زولوجی وغیرہ یونانی الفاظ ہیں۔

کنونشن، بولس، کورم، سائنٹی فک، میمورنڈم، البم، سرکس لاطینی الفاظ ہیں۔

اوپیرا، پیانو، بالکونی، کوری ڈور کا تعلق اٹلی سے ہے

پمپ، لیک ڈچ الفاظ ہیں

سگار، کاک روچ، نیگرو، کارگو، پریڈ ہسپانوی الفاظ ہیں۔

بیر جرمنی لفظ ہے

کافی ترکی لفظ ہے وغیرہ

عربی کے بھی کچھ الفاظ انگریزی کے ذریعے کشمیری میں داخل ہوئے ہیں مثلاً لفظ "الجبرا" عربی سے ہسپانوی میں آگیا، ہسپانوی سے انگریزی اور انگریزی سے کشمیری میں آگیا ہے۔ اسی طرح ایڈمیرل اصلاً عربی لفظ "امیرالبحر" سے بنا ہے۔ یہ لفظ عربی سے فرانسیسی میں داخل ہوا ہے اور بگڑتے بگڑتے فرانسیسی سے انگریزی اور انگریزی سے کشمیری اور دوسری زبانوں میں منتقل ہونے لگا۔ ::

کشمیری لفظیات ــــ آج اور کل

ALL IS FLUX, NOTHING STAYS STILL, NOTHING ENDURES BUT CHANGE. _____ *HERACLITUS*

گزشتہ اوراق میں ہم نے دیکھ لیا کہ مختلف النوع تاریخی حقائق (تاریخی، سماجی، تہذیبی اور لسانی حقائق) کی بدلتی ہوئی مرکب صورت حال نے مختلف ادوار میں کشمیری زبان کے لسانی دھارے کو اہم تبدیلیوں سے روشناس کیا ہے اور ہر دور میں غالب تاریخی حقائق نے اس زبان کی (کم سے کم لفظی سطح پر) نئی لسانی صورت گری کی ہے۔ اس لسانی صورت گری کے تحت اس میں نئے تصورات و مفاہیم کے خاطر خواہ اظہار کے لیے نئے الفاظ شامل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے فطری[۱] وسائل کو بھی بروئے کار لایا گیا۔ لیکن چوں کہ نئے تصورات اور تبدیلیوں کے بھرپور اظہار کے لیے فطری وسائل زیادہ دور تک ساتھ نہیں دے سکتے تھے اس لیے مستعار الفاظ کا شعوری اور غیر شعوری تداخل فطری تھا۔ اس تداخل کے عمل میں مستعار الفاظ صوتیاتی اور معنیاتی تبدیلیوں سے ہم کنار ہو کر مقامی لفظیات کے قریب ہوتے گئے اور ان کی

---

[۱] یہاں پر فطری وسائل سے مراد Native Resources سے ہے۔

اجنبیت کا احساس بہت کم قائم رہ سکا۔ نئے الفاظ شامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامی اور غیر مقامی الفاظ متروک ہو گئے، مثلاً ترانگج (دھان کے گھاس کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی چٹائی) تار (دیواروں پر بنی ہوئی ایک خاص جگہ جس پر مٹی کا دیا رکھا جاتا تھا) پُل ہور (دھان کے گھاس کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا جوتا جو برف پر چلنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا) کپھراؤ (لکڑی کا کھڑاوں) مُبل (جس سے دھان کوٹا جاتا تھا) رلہ واٗر (جس میں سیاہی یا تختی پر لکھنے کے لیے مٹی سے بنی ہوئی سیاہی رکھی جاتی تھی) قصابہ (ایک خاص قسم کی اوڑھنی جو عورتیں سر پر رکھتی تھیں) زٔنبانہٕ (ایک خاص قسم کی ڈولی) کلوخ (مٹی کا ڈھیلا جو پیشاب کے وقت استعمال کیا جاتا ہے) یاجہِ[1] (بھوسے کی روٹی) تاقاٗژ[2] نالاٗف (ایک خاص قسم کی چپل) جیسے بہت سے الفاظ یا تو متروک ہو چکے ہیں یا پھر متروک ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے مروجہ الفاظ و تراکیب میں مستعار لسانی اکائیاں شامل ہو گئیں اسی طرح بہت سے الفاظ جہاں اپنے اصلی مفہوم کے ساتھ استعمال کیے گئے، وہاں الفاظ کی ایک بڑی تعداد کو نئے مفہوم پہنائے گئے یا ان کے معنی و مفہوم میں تقلیل اور توسیع کی گئی۔ الغرض مستعاریت اور مقامیت ہر دور میں باہم شیر و شکر ہو گئے۔ ایک دور کا مستعار لسانی سرمایہ دوسرے دور میں مقامی قرار پایا اور یوں یہ لسانی دھارا بہتا رہا اور ہر موڑ پر توسیعی امکانات تلاشتا رہا۔

دور جدید میں سائنسی اور صنعتی ترقی کے فروغ کے نتیجے میں انسانی زندگی انتہائی سنگین اور پیچیدہ صورتحال سے دوچار ہو گئی ہے۔ ایک طرف جہاں انسان کی آرام و آسائش کے لیے نئی اور حیرت کن دریافتیں اور ایجادیں سامنے آرہی ہیں وہیں انسانی زندگی کی صدیوں سے چلی آرہی قدروں کی بیخ کنی بھی ہو رہی ہے۔ اس پیچیدہ صورتحال نے انسانی سماج اور زندگی کو حد درجہ پیچیدہ، نازک اور تغیر پذیر بنا دیا ہے۔ زندگی کی اس ہر لحظہ بدلتی صورتحال کا ساتھ دینے کے لیے زبان میں تبدیلی کا عمل ناگزیر ہے یہی وجہ ہے نئے اور مستعار الفاظ کی ضرورت کا احساس بڑھ جاتا ہے اور لفظیات کا ذخیرہ وسیع سے وسیع تر ہو جاتا ہے۔ کشمیری ایک زندہ زبان ہونے کے ناتے اس

---

[1] سیکہٕ شاٹھس پھل نہ ودی زے — کوٗم یاجن را ردا گی زنو تِپل — لل دیدٕ

[2] کاہٕ موٗنیس تاقاٗژ چھس بر سر — پھٗلی نافے موٗلمت مشکہ ادفر — رسول میر

دوڑ میں پیچھے نہیں رہ سکتی ہے چنانچہ اس میں آئے دن نئے الفاظ و تراکیب کا بڑی سرعت کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ عہدِ جدید میں کشمیری مستعار الفاظ کے سلسلے میں انگریزی، عربی، فارسی اور کسی حد تک اردو کی طرف مائل ہوئی ہے۔ اس وقت تک عربی کے اثرات فارسی اور اردو کے توسط سے مرتسم ہو رہے تھے لیکن عربی تعلیم اور اسلامیات کی تعلیم کے فروغ کے نتیجے میں اب عربی کے اثرات براہ راست بھی پڑنے لگے ہیں۔ جبکہ فارسی اثرات اردو کے ذریعے عام ہو رہے ہیں۔

سائنسی تہذیب کے روز افزوں فروغ کے نتیجے میں انگریزی الفاظ کثیر تعداد میں کشمیری میں مستعمل ہونے لگے ہیں ان الفاظ کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں سے ہے لیکن سائنسی علوم اور تصورات سے وابستہ الفاظ کا تناسب زیادہ ہے۔ مثلاً آکسیجن، ہائیڈروجن، یورانیم، بنزین، ایسڈ، نائلان، ایٹم، سیل، والٹ، مالکیول، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، مائیکروفون، ٹیلی گراف وغیرہ جیسے نئے الفاظ آہستہ آہستہ اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ ان کا تعلق جدید سائنسی دریافتوں اور ایجادات سے ہے۔ وٹامن، پنسلین، انٹی بائیوٹک، الرجی، ریکشن، اوپریشن، میڈیکل، انجکشن، کیپسول، ڈاکٹر، نرس جیسے الفاظ میڈیکل سائنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٹیلی پاتھی، الیکٹروپاتھی، فارمیسی، بیو سائنز، بیوکیمسٹری، ریڈیو تھرپی، پیسچ پیتھالوجی، جیوفزکس، نیورالوجی، نیوکلر فزکس وغیرہ نئے سائنسی علوم ہیں۔ بنک، کیپٹل، انشورنس، فینانس، بجٹ، ڈسکونٹ، انٹرسٹ، ایڈوانس کا تعلق تجارت سے ہے۔ لیجسلیٹر، اسمبلی، کابینٹ، منسٹر، جج، سوشلزم، جسٹس، اسمبلی، کورٹ جیسے الفاظ سیاست اور عدلیہ سے منسوب ہیں۔ گھریلو استعمال کی سائنٹیفک چیزوں میں فرج، ریڈیو، ٹرانسسٹر، واشنگ مشین، گیزر، پریشر کُکر، کیٹل، مِکسر وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف سائنسی آلات تھرمامیٹر، بیرومیٹر، ٹیلی سکوپ، الیکٹروسکوپ وغیرہ، مختلف بیماریوں کے نام کینسر، ٹائیفائیڈ، نمونیا وغیرہ یہ اور اس طرح کے سینکڑوں الفاظ اب جدید کشمیری میں رفتہ رفتہ استعمال ہونے لگے ہیں یہ الفاظ شہر سے دیہات تک پہنچ گئے ہیں اور کشمیری بول چال کا ایک ناگزیر حصہ بن رہے ہیں۔ انگریزی الفاظ کے ساتھ ساتھ عربی فارسی کے الفاظ بھی نمایاں طور پر ہماری گفتگو میں شامل ہو رہے ہیں ان الفاظ کا تعلق زیادہ تر ادب، تہذیب اور مذہبیات سے ہے۔ انگریزی اصطلاحات

کے لیے جو عربی فارسی ترجمے کیے گئے ہیں وہ بھی کشمیری میں استعمال کیے جاتے ہیں اس سلسلے میں عربی فارسی مترادف یا متبادل کو خاص ترجیح دی جاتی ہے مثلاً ڈیموکریسی کے بجائے جمہوریت' مارکسزم کے بجائے مارکسیت' یو-این-او کے بجائے اقوام متحدہ' اگریمنٹ کے بجائے معاہدہ' لنگوسٹکس کے بجائے لسانیات' ڈیپارٹمنٹ کے بجائے شعبہ' سوسائیٹی کے بجائے سماج' کورٹ کے بجائے عدالت' رومانٹک کے بجائے رومانیت' کریٹسزم کے بجائے تنقید' پرائم منسٹر بجائے وزیراعظم' پریذیڈنٹ کے بجائے صدر' ٹریجری کے بجائے خزانچی' مومنٹ کے بجائے تحریک' رائٹ کے بجائے حق' فریڈم کے بجائے آزادی' نیشن کے بجائے قوم' آٹونومی کے بجائے خودمختاری' ایمیجینیشن کے بجائے تخیل' سولیزیشن کے بجائے تہذیب کے استعمال کو خاص ترجیح دی جاتی ہے۔

کسی زبان کے لغوی سرمائے کے مستقبل کے بارے میں کسی قسم کی پیشن گوئی کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے اس لیے کہ (جیسا کہ ہم نے دیکھ لیا) ایک زبان کے ارتقا کا انحصار (خاص طور پر لفظی سرمائے کا انحصار) اس کے سماج یا کمیونٹی کے تاریخی نشیب و فراز پر ہوتا ہے اور ایک سماج کے مستقبل کے تاریخی نشیب و فراز پر پیشن گوئی کرنے کا کوئی شخص دعوے دار نہیں ہوسکتا ہے۔ البتہ عصر جدید کے حالات و واقعات کی بنیاد پر ایک عمومی نظریے کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔

کشمیری زبان میں موجودہ حالات کے پیش نظر جن سرچشموں سے کثیر تعداد کے الفاظ داخل ہو رہے ہیں۔ ان کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ زبان کم سے کم لفظی سطح پر عربی' فارسی' اردو اور انگریزی سے قریب تر ہوتی جارہی ہے۔ ان میں بھی عربی اثرات کو فوقیت دی جاتی ہے دورِ حاضر میں عربی کے اثرات براہِ راست بھی پڑنے لگے ہیں اور اردو کے ذریعے بھی بالعموم عربی فارسی اثرات کو ہی تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ کشمیر آج کل جن تاریخی نشیب و فراز سے گزر رہا ہے ان میں بھی عربی' فارسی اور انگریزی الفاظ کشمیریوں کی Active vacabulary کا اہم حصہ بن چکے ہیں اور ہماری روزمرہ گفتگو میں ان الفاظ کا تواتر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً

انگریزی الفاظ میں میگزین' کلاشنکوف' کریک ڈاون' کرفیو' گن' گن پوڈر' فایرنگ' کراس فایرنگ

سیکورٹی، سیکورٹی زون، ملیٹنٹ، ملیٹنسی، آرمی، بلیک آؤٹ، ماٹر گن، ہیڈ آؤٹ، آؤٹ پٹ، کنٹرول لائن، چیف کمانڈر، ڈسٹرکٹ کمانڈر، ایریا کمانڈر، ایمونیشن، گن پوائنٹ، گرنیڈ، ایمبش، انٹروگیشن، کڈنیپ، ڈیمانڈ، ارسٹ، بلیک کیٹ کمانڈوز، کمانڈوز، بوڈر ایریا، پارٹی، سیکورٹی کونسل، کارسپانڈنٹ، الیکٹرک پچ، ایڈ، ایڈوائزر، جیسی، کنٹرول روم، ہیڈکوارٹر، ٹریننگ، اَن ٹرینڈ، راکٹ لانچر، برلشن فرنٹ، لبریشن آرمی، گرین آرمی، ہیومن پریگ وغیرہ

عربی فارسی الفاظ میں نقاب پوش، مجاہد، تصادم، جہاد، حزب، مخبر، دراندازی، انتہاپسند، سرحد، حریت، شورش، شورش زدہ، اندرونی مداخلت، اغوا، شہید، مزار شہدا، الحاق، آزادی، اقوام متحدہ، تخریب کار، امیر، امیرِ جماعت، تنظیم، عسکری تنظیم، شناخت، احتجاج، خونریزی، حقوق انسانی، محاصرہ، لاش، جنگ جو، گرفتار، ملوث، قتل، حکم امتناع، اہلِ کار، قابض، مسلح جدوجہد، آتش زنی، تشویش، مجلس مشاورت، افادیت، شکست، نظر بند، اُمت مسلمہ، غارت گری، خراجِ عقیدت، جلوس، اجلاس، اعلان، تحریک آزادی، العمر، حزب المجاہدین، حزب اللہ، الجہاد، محاذ اسلامی، محاذ آزادی، البرق، جمیعت طلبہ، جمیعت المجاہدین، اخوان المسلمین، دختران ملت، پاسداران اسلام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ باہم مخلوط عربی، فارسی اور انگریزی الفاظ پر مشتمل ترکیبیں بھی تشکیل دی گئی ہیں مثلاً شناختی پریڈ، اللہ ٹائیگرس، مشاورتی کونسل، فوجی کیمپ، تنظیمی لیول، ضلع کمانڈر، فورسز اہل کار، جہاد فورس،

ان الفاظ و تراکیب سے مندرجہ بالا اس نکتے کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے کہ عصرِ جدید میں کشمیری زبان پر عربی فارسی کے گہرے اثرات مرتب ہورہے ہیں اور اردو جو یہاں کی سرکاری زبان ہے، کے ذریعے بھی عربی فارسی اثرات کی توسیع ہورہی ہے اور آئندہ برسوں میں صورت حال کم و بیش اسی نوعیت کی رہ سکتی ہے۔ ان الفاظ و تراکیب سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ جدید کشمیری میں لفظ سازی کے درج ذیل اصول ابھر کر سامنے آئے ہیں۔

۱۔ ترکیبیت Compounding ۔ نئے مفاہیم اور تصورات کے اظہار کے لیے لفظ سازی کا سب سے اہم طریقہ ترکیبیت ہے۔ کشمیری میں یہ طریقہ شروع سے ہی رائج ہے لیکن عربی فارسی اثرات

کے بعد یہ رجحان زیادہ تقویت حاصل کر گیا۔ اس میں عربی فارسی کے سینکڑوں ترکیبات شامل ہوئیں اور ان کی طرز پر خالص کشمیری ترکیبات اور مخلوط ترکیبات بھی تشکیل دی گئیں۔ ان ترکیبات پر پچھلے صفحات میں قدرے تفصیل سے گفتگو کی گئی ــــ دورِ جدید میں بھی عربی' فارسی کے علاوہ انگریزی ترکیبات خاصی مقبولیت حاصل کر رہی ہیں۔

۲۔ چسپیت Affixation ۔ چسپیت جدید کشمیری میں لفظ سازی کا دوسرا اہم طریقہ ہے۔ جدید کشمیری نے عربی فارسی اور انگریزی کے سینکڑوں سابقے اور لاحقے مستعارے کرنئے الفاظ کی تشکیل کی ہے۔ یہ سابقے اور لاحقے طرح طرح کے سرچشموں سے لیے گئے الفاظ کے ساتھ چسپاں کیے جاتے ہیں اور یوں نئے الفاظ کی تشکیل پذیری کا عمل جاری ہے۔

۳۔ مستعار ترجمے Loan translations ۔ اس کی رُو سے مستعار الفاظ اور تراکیب کا لفظی ترجمہ کیا جاتا ہے مثلاً Back ground کا ترجمہ پس منظر یا پوتت منظر کیا گیا ہے۔ اسی طرح Back word کا ترجمہ پتھ کھورک' Flesh & Skelton کا ترجمہ شیٹول کاسٹ کا درج فہرست ذات' کا ماذتہ اُڈِج World Standard کا عالمی معیار وغیرہ۔ کشمیری میں لفظ سازی کا یہ رجحان بھی بڑی اہمیت حاصل کر رہا ہے۔

کشمیری زبان پر

مطبوعہ و غیر مطبوعہ تحقیقی مضامین و کتب[1]

اردو مضامین و کتب

۱- آزاد، عبدالاحد ۱۹۸۲ء کشمیری زبان و شاعری حصہ اول و دوم جموں و کشمیر اکادمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لنگویجز سری نگر۔

۲- آزاد، نذیر احمد ۱۹۸۹ء اردو اور کشمیری کا تہذیبی و لسانیاتی رشتہ غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ شعبۂ اردو کشمیر یونی ورسٹی سرینگر۔

۳- آزردہ، محمد زماں آزردہ ۱۹۹۱ء اردو اور کشمیری رسم الخط اور املا مشمول رسالہ بازیافت جلد، شمارہ ۱۰ شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

۴- بخاری، محمد یوسف ۱۹۸۲ء کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور

۵- خان، مسعود حسین ۱۹۸۴ء اردو اور کشمیری کے بعض مشترک عربی فارسی الفاظ مشمول رسالہ بازیافت جلد ۲، شمارہ ۲ شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر

۶- رفعت آرا ۱۹۹۱ء کشمیری میں دخیل انگریزی الفاظ غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر

[1] یہ وہ مضامین و کتب ہیں جو میری نظر سے گزری ہیں

۷۔ ہمیسع جان ۱۹۹۰ء کشمیری میں مشترکہ عربی فارسی الفاظ غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر

۸۔ سیف الدین قاضی محمد ۱۹۴۰ء کشمیری بول چال اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

۹۔ شاستری شری ناتھ ہکو ۱۹۴۲ء کشمیری زبان کا ارتقا مشمول اخبار ہمدرد ہفتہ وار سری نگر

۱۰۔ کشفی، میر غلام احمد کشفی ۱۹۶۴ء کشمیری زبان وادب کشمیر پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی

۱۱۔ گمی، سلیم خان ۱۹۶۶ء کشمیری زبان وادب یونی ورسٹی بک ایجنسی پشاور۔

۱۲۔ ملک، نذیر احمد ۱۹۸۴ء اردو اور کشمیری کا صوتیاتی تقابلی مطالعہ مشمول رسالہ بازیافت جلد ۲ شمارہ ۲ شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی سری نگر

ملک، نذیر احمد ۱۹۹۰ء "محمد یوسف بخاری کی کتاب اردو اور کشمیری کا تقابلی مطالعہ کا جائزہ مشمول معیار و تحقیق ادارہ تحقیقاتِ اردو پٹنہ

کشمیری مضامین و کتب و رسائل

۱۔ آزردہ، محمد زمان ایڈیٹر ۱۹۸۵ء کاشری زبانۍ ہنز بناوٹھ رسالہ 'انہار' کا خاص شمارہ جلد ۸ شمارہ ۱۱ شعبۂ کشمیری کشمیر یونیورسٹی سری نگر

۲۔ الطاف احمد گنائی ۱۹۹۲ء کاشری زبانۍ تہٕ اَدبس رائل ایشیاٹک سوسائٹی ہُند دیُت غیر مطبوعہ ایم فل مقالہ شعبۂ کشمیری کشمیر یونی ورسٹی سرینگر

۳۔ پشپ، پی۔ این ۱۹۷۶ء کاشرِ زبانۍ زان جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لنگویجز سرینگر

۴۔ تلاشی، رتن لال کاشری زبانۍ تہٕ ادبس یوروپین ہُند دیُت۔ مقالہ برائے پی ایچ ڈی غیر مطبوعہ شعبۂ کشمیری کشمیر یونیورسٹی سری نگر

۵۔ ٹاک، زینہ گیر ۱۹۶۸ء کاشرِک علاقہ واد بھیر سری نگر

۶۔ رہبر، اوتار کرشن ۱۹۶۵ء کاشری ادبچ تاریخ سرینگر

۷۔ شمسی، دلشادہ کاشُری زبانی پیٹھ تاجک اثرات غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ
سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹیڈیز کشمیر یونی ورسٹی سری نگر

۸۔ ناجی منور، شفیع شوق ۱۹۷۸ء کاشُری ادبُک تارٖیخ کشیری ڈیپارٹمنٹ کشمیر یونیورسٹی سرینگر

انگریزی مضامین و کتب

1. ACHARYA, K.P. 1965 — ***PHONOLOGY OF KASHMIRI WITH PARTICULAR REFERENCE TO VOWEL SYSTEM.*** M. A. THESIS. OSMANIA UNIVERSITY HYDERABAD (UNPUBLISHED)

2. AKHTAR MOHI-UD-DIN — ***"ANTIQUITY OF KASHMIRI LANGUAGE". JOURNAL OF CENTRAL ASIAN STUDIES*** VOL. 2 NO. 1 KASHMIR UNIVERSITY SGR.

   AKHTAR MOHI-UD-DIN — ***"IDENTITIFYING SOME UZBEK WORDS IN THE KASHMIRI LANGUAGE AN ATTEMPT". KASHMIR & CENTRAL ASIA*** EDITED BY DR. B. K. KOUL DEAMBI.

3. ANDRABI, S.M.I, 1983 — ***REFERENCE AND COREFERENCE IN KASHMIRI.*** Ph. D. THESIS DECAN COLLEGE PUNE (UNPUBLISHED)

4. AUSTEN, H.H. GODWIN, 1866 — ***"A VOCABULARY OF ENGLISH BALTI AND KASHMIRI"*** JOURNAL TO THE ASIATIC SOCIETY OF BENGAL 35.

5. BAILY, T. GRAHAM 1936 — ***"THE FOURFOLD CONSONANT SYSTEM IN KASHMIRI"*** PROCEEDINGS OF THE SECOND CONGRESS OF PHONETIC SCIENCES LONDON, CAMBRIDGE.

6. BHAT, RAJ NATH 1982 — ***PRAGMATISM IN KASHMIRI*** Ph. D. THESIS KURUKSHETRA UNIVERSITY (UNPUBLISHED)

7. BHAT, ROOPKRISHAN 1980 — ***A DESCRIPTIVE STUDY OF KASHMIRI*** AMAR PRAKASHAN LAWRENCE ROAD DELHI.

8. DAR, NAZIR A., 1983 — ***A SOCIO-LINGUISTIC STUDY OF KAMRAZ DIALECT OF KASHMIRI LANGUAGE.*** Ph. D. THESIS DECAN COLLEGE PUNE (UNPUBLISHED)

9. GRIERSON, G.A. 1899 — ***ESSAYS ON KASHMIRI GRAMMAR*** LONDON, ROZAC.

GRIERSON, G.A., 1911 — ***STANDARD MANUAL OF KASHMIRI LANGUAGE*** (2 VOLUMES) REPRINTED ROHTAK INDIA

GRIERSON, G.A., 1916-32 — ***A DICTIONARY OF THE KASHMIRI***

LANGUAGE (4 PARTS) ROYAL ASIATIC SOCIETY OF BENGAL.

GRIERSON, G.A., 1919 — *LINGUISTIC SURVEY OF INDIA* VOL VIII PART II

GRIERSON, G.A., 1906 — *THE PISA : CA LANGUAGES OF NORTH WESTERN INDIA LONDON* THE ROYAL ASIATIC SOCIETY.

10. HANDOO, J.L. — *KASHMIRI PHONETIC READER* CIIL MYSORE

11. HANDOO, J.L. & LALITA HANDOO 1975 — *HINDI-KASHMIRI COMMON* VOCABULARY CIIL MYSORE

12. HOOK, PETER EDWIN 1976 — *IS KASHMIRI AN SVO LANGUAGE.* INDIAN LINGUISTICS . VOL 37 LINGUSTIC SOCIETY OF INDIA PUNE.

13. KACHRU, BRAJ B 1969 — *"KASHMIRI AND OTHER DARDIC LANGUAGES"* SEBEOX THOMAS A. (ED.) *CURRENT TRENDS IN LINGUISTICS* THE HAGUE, MOUNTON.

KACHRU, BRAJ B., 1969 — *A REFERENCE GRAMMAR OF KASHMIRI* URBANA UNIVESITY OF ILLINOIS

KACHRU, BRAJ B. 1973 — *AN INTRODUCTION TO KASHMIRI URBANA* UNIVERSITY OF ILLINOIS.

14. KELKAR, ASHOK & TRISAL, PRAN NATH, 1964 — *KASHMIRI WORD PHONOLOGY A FIRST SKETCH ANTHROPOLOGICAL LINGUISTICS* VOL. 6 NO. 1

15. KOUL M. K. 1982 — *A SOCIO—LINGUISTICS INVESTIGATION IN SRINAGAR AND ANANTNAG* Ph. D. THESIS KURUKSHETRA UNIVERSITY

16. KOUL, O.N., 1977 — *LINGUISTICS STUDIES IN KASHMIR* BAHARI PUBLICATIONS.

17. KOUL, O.N., 1976 — *"NOUN PHRASE IN KASHMIRI."* INDIAN LINGUSTICS VOL 37 NO 3

KOUL, O.N., 1976 — *"A NOTE ON QUESTION IN KASHMIRI".* INDIAN JOURNAL OF LINGUISTICS VOL. 3 NO. 1

KOUL, O.N., 1975 — *"VERBAL CONSTRUCTIONS IN KASHMIRI"* PAPER PRESENTED IN THE SEMINAR ON VERBAL CONSTRUCTIONS IN INDO-ARYAN KURUKSHETRA UNIVERSITY.

18. KOUL, O.N. & 1984 HOOK, PETER EDWIN — ASPECTS OF KASHMIRI LINGUSTICS NEW DELHI BAHARI PUBLICATION

19. KOUL, O.N. & 1983 RUTH LAILA SCHMIDT — *KASHMIRI : A SOCIO-LINGUISTIC SURVEY PATIALA IILS*

20. KOUL, O.N. 1976 S.N. RAINA & R.K. BHAT — *KASHMIRI — ENGLISH GLOSSARY* PATIALA NRLC

21. LEECH, R.C., 1944 — *"A GRAMMAR OF THE KASHMIRI*

LANGUAGE" JRASB

VOL. 13 PART 1

22. RAINA, S.N. 1990 — *KASHMIRI FOR NON KASHMIRIS*

GOPI PUBLICATIONS

PATIALA

23. MORGENSTIERNE, G. 1941 — *"THE PHONOLOGY OF KASHMIRI"*

ACTA ORIENTALIA VOL. 19 NO. 1

24. MOHD. ASLAM 1984 — *THE STRUCTURE OF VERBAL GROUP IN KASHMIRI* UNIVERSITY OF LEEDS

(UNPUBLISHED)

25. SAR, M.L. 1981 — *VERBAL MOSPHOLOGY OF KASHMIRI*

Ph. D. THESIS

UNIVERSITY OF DELHI

(UNPUBLISHES)

SAR, M.L. 1970 — *A STUDY OF SOME ASPECTS OF PHONEMICS & MORPHONEMICS OF KASHMIRI* M. LIT THESIS

UNIVERSITY OF DELHI

(UNPUBLISHED)

26. SHAFI SHOUQ. 1985 — *A COMPERATIVE STUDY OF SOME SYNTACTIC PATTERNS IN ENGLISH & KASHMIRI* WITH SPECIAL REFERENCE TO RELATIVIZATION COMPLEM-ENTATION & COORDINATION.

(UNPUBLISHED)

کتابیات

اردو کتب

۱۔ آزاد، عبدالاحد۔ ۱۹۸۲ء کشمیری زبان اور شاعری (حصہ اول و دوم) جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لنگویجز۔

۲۔ اصلاحی، شرف الدین۔ ۱۹۸۷ء اردو اور سندھی کے لسانی روابط مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان

۳۔ انشا، انشاء اللہ خان۔ دریائے لطافت ترجمہ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی مرتب عبدالحق ۱۹۸۸ء انجمن ترقی اردو ہند اردو گھر، نئی دہلی۔

۴۔ بخاری، محمد یوسف۔ ۱۹۸۲ء کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور

۵۔ بیگ، مرزا خلیل۔ ۱۹۸۵ء اردو کی لسانی تشکیل فیصل ولا سرسید نگر علی گڑھ

۶۔ پریمی، برج:۔ ۱۹۸۹ء کشمیر کے مضامین دیپ پبلی کیشنز سری نگر

۷۔ ٹینگ، محمد یوسف۔ ۱۹۸۷ء قرآنیات کی ایک انقلاب انگیز دریافت نسخۂ فتح الکشمیری مشمول شیرازہ جلد ۲۶ شمارہ ۵
جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لنگویجز۔

۸۔ جین، گیان چند۔ ۱۹۸۵ء عام لسانیات ترقی اردو بیورو نئی دہلی

۹۔ جین، گیان چند۔ ۱۹۷۸ء حقائق نئی دہلی، الہ آباد

۱۰۔ خان، مسعود حسین۔ ۱۹۶۶ء شعر و زبان حیدر آباد

۱۱۔ خان، مسعود حسین۔ ترجمہ مرزا خلیل بیگ ۱۹۸۶ء اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ۔

۱۲۔ خان، اقتدار حسین ۱۹۸۵ء لسانیات کے بنیادی اصول ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۱۳۔ سبزواری، شوکت ۱۹۷۵ء اردو لسانیات علی گڑھ بک ڈپو علی گڑھ

۱۴۔ فتحپوری، فرمان ۱۹۸۶ء تدریس اردو مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان

۱۵۔ فوق، محمد الدین ۱۹۹۲ء تاریخ کشمیر مکمل چنار پبلشنگ ہاؤس سرینگر (نیا ایڈیشن)

۱۶۔ کاشمیری، حامدی ۱۹۹۱ء ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب گلشن پبلشرز سری نگر

۱۷۔ کیفی، برج موہن دتاتریہ، مرتب گوپی چند نارنگ ۱۹۶۸ء منشورات انجمن ترقی اردو دہلی

انگریزی کتب

1. BAMZAI, P.N.K., 1980 ***KASHMIR AND CENTRAL ASIA.*** LIGHT AND LIFE PUBLISHERS NEW-DELHI/JAMMU/TRIVANDRUM

2. BARBER, CHARLES. 1975 ***THE STORY OF LANGUAGE*** ENGLISH LANGUAGE BOOK SOCIETY & PAN BOOKS LTD. LONDON.

3. BOLINGER, DEVIGHT, 1968 ***ASPECTS OF LANGUAGE*** HARCOURT, BRACE & WORLD INC

NEW YORK / CHICAGO / SAN FRANCISCO / ATLANTA

4. CORDER, S. PIT 1979 — *INTRODUCING APLIED LINGUISTICS* PENGUIN BOOKS LTD. ENGLAND.

5. DEAMBI, B.K. KOUL 1980 — *KASHMIR AND CENTRAL ASIA CULTURAL CONTACTS AND INTERACTIONS* CENTRAL ASIAN STUDIES, KASHMIR UNIVERSITY, SRINAGAR

6. FROMKIN / RODMAN 1974 — *INTRODUCTION TO LANGUAGE* *HOLT / RINCHAR ' / WINSTON, INC.* NEW YORK/CHICAGO/SAN FRANCISCO

7. HALL, ROBERT A. JR. 1969 — *INTRODUCTORY LINGUISTICS* (INDIAN EDITION) MOTILAL BANARSI DAS DELHI / PATNA / VARANASI.

8. HYMES, DELL 1964 — *LANGUAGE IN CULTURE AND SOCIETY A READER IN LINGUISTICS & ANTHROPOLOGY* ALLIED PUBLISHERS PVT. LTD. BOMBAY / N. DELHI / CULCUTTA / MADRAS / BANGALORE.

9. KACHRU, BRAJ, B. 1969 — ***A REFERENCE GRAMMAR OF KASHMIR***
DEPTT. OF LINGUISTICS
UNIVERSITY OF ILLINOIS.

10. KASHMIRI, AZIZ 1988 — ***CHRIST IN KASHMIR***
ROSHNI PUBLICATIONS SRINAGAR KMR.

11. KOUL, O.N. 1977 — ***LINGUISTIC STUDIES IN KASHMIRI***
BEHARI PUBLICATIONS PVT. LTD.

12. LEHMAN, WINFRED P. 1973 — ***HISTORICAL LINGUISTICS***
OXFERD & IBH
DELHI / BOMBAY / CALCUTTA.

13. LORD, ROBERT 1967 — ***COMPARATIVE LINGUISTICS***
THE ENGLISH UNIVERSITIES PRESS.

14. MATHEWS, P. H. 1974 — ***MORPHOLOGY — AN INTRODUCTION TO THE THEORY OF WORD STRUCTURE***
CAMBRIDGE PRESS.

15. PLATTS, JOHN. T. 1967 — ***A GRAMMER OF HINDUSTANI OR URDU LANGUAGE***
MUNSHIRAM MONOHARLAL
NEW DELHI.

16. RAY S.C. 1970 — ***EARLY HISTORY AND CULTURE OF KASHMIR.***
MUNSHIRAM MONOHARLAL, NEW DLEHI

لسانیاتی اصطلاحات

آخری	FINAL	اشتقاق/اشتقاقیت	DERIVATION
آریائی	ARYAN	اشتقاقی	DERIVATIONAL
آزاد مارفیم	FREE MORPHEME	اشاری ضمائر	DEMONSTRATIVE PRONOUNS
آزادانہ تغیّر	FREE VARIATION	اصل	ORIGIN
آفاقی	UNIVERSAL	اضافت	GENITIVE
ابتدائی	INITIAL	اقلی جوڑا	MINIMAL PAIR
اتصال	JUNCTURE	اکائی	UNIT
اختراعیت	COINING	اگلا	FRONT
اختتامی	FINAL	امدادی	AUXILIARY
اسم	NOUN	انجذاب	ABSORPTION
اسمی	NOMINAL	انفی	NASAL

COMMUNICATION	ترسیل	NASALIZATION	انفیت
MODIFICATION	ترمیم	HIGH/CLOSE	اونچا
FORMATION	تشکیلیت	AFFRICATE	ایفریکیٹ
GEMINATION	تشدید	MEANINGFUL	بامعنی
INFECTION	تصریفیت/تصریف	STOP	بندشی
INFLECTIONAL	تصریفی	ANTHROPOLOGY	بشریات
CONTRASTIVE	تضاداتی/تخالفی	BASIC	بنیادی
DEFINITION	تعریف	DIALECT	بولی
AFFIXES	تعلیقے/چسپیے	BOUND MORPHEME	پابندمارفیم
VARIATION	تغیّر/تباین	LOW VOWEL	پست مصوتہ
FUNCTIONAL	تفاعلی	DISTRIBUTION	بٹوارا، تقسیم
COMPARATIVE	تقابلی	BACK VOWEL	پچھلا مصوتہ
METATHESIS	تقلیب	LATERAL	پہلوئی
SHORTENING	تقلیل/تقلیلیت	COMPLEXITY	پیچیدگی
COMPLEMENTARY DISTRIBUTION	تکمیلی بٹوارا	PALATAL	تالوی
SPEECH	تکلّم	PALATALIZATION	تالویت
SPEECH SOUNDS	تکلّمی اصوات	CHANGE	تبدیلی
ARTICULATORY	تکلّمی	ANALYSIS	تجزیہ
COMPOUNDING	ترکیبیت	PHONOLOGY	تجزصوتیات
PRONUNCIATION	تلفظ	CREATIVITY	تخلیقیت
DESCRIPTIVE	توضیحی	GRAPHEME	ترسیمہ

BI-LINGUAL	دولسانی
BILABIAL	دولبی
BILINGUALISM	دولسانیت
DARDIC	دردی
DIPHTHONG	دِفتانگ
MEDIAL	درمیانی / وسطی
DISYLLABIC	دوصوت رکنی
CLASSIFICATION	درجہ بندی
VOCABULARY	ذخیرۂ الفاظ
ALLOMORPH	ذیلی مارفیم
ALLOPHONE	ذیلی فونیم / صوتیہ
SUB-SYSTEM	ذیلی نظام
SCRIPT	رسم خط
LINK LANGUAGE	رابطے کی زبان
LANGUAGE	زبان
STRESS	زور
PREFIX	سابقہ
STRUCTURE	ساخت / ڈھانچہ
STRUCTURAL	ساختیاتی
STEM	ساق
SOURCE	سرچشمہ

PHRASE	ترکیب
RESPIRATION	تنفّس
BROADENING	توسیعیت
SECONDARY	ثانوی
SENTENCE	جملہ
SEX/GENDER	جنس
PLURAL	جمع
AFFIXATION	چسپیت
AFFIX	چسپیہ / تعلقیہ
FRICATIVE	چیستانی / صفیری
CASE	حالت / کیفیت
GENETIVE CASE	حالتِ اضافی
DIRECT CASE	حالتِ فاعلی
OBLIQUE CASE	حالتِ غیر فاعلی
LETTERS/ALPHABETS	حروف
DELIMINATION	حد بندی
BORROWING LANGUAGE	حصولی زبا
HEAD WORD	خاص لفظ
SHORT VOWEL	خفیف مصوتہ
LANGUAGE FAMILY	خاندانِ السنہ
LENDER	دائن
DENTAL	دنتی

English	اردو
MANNER OF ARTICULATION	طریقِ ادائیگی
LONG VOWEL	طویل مصوتہ
SYMBOL	علامت
NUMERICAL	عددی
BACK	عقبی
ETYMOLOGY	علم الاشتقاق
ORTHOGRAPHY	علمِ ہجا/ املا
CONJUCTION	عطف
ELEMENT	عنصر
COLLO QUAIL	عام بول چال
VELUM	غشا
VELAR	غشائی
NASALISATION	غنائیت
NASALISED	غنائی
DOMINANT	غالب
VOICELESS	غیر مسموع
UNASPIRATED	غیر منفوس/ غیر ہکاری
UNRELATED LANGUAGE	غیر زبان
NON-TEACHING	غیر تدریسی
NON-NATIVE	غیر مقامی
NON-LINGUISTIC	غیر لسانی
INTONATION	سُر لہر
LEVEL	سطح
AUDITORY	سمعی
ACOUSTIC	سمعیاتی
MORPHOLOGY	صرف
MORPHOLOGICAL	صرفی
ADJECTIVE	صفت
PHONE	صوت/ آواز
PHONEME	صوتیہ
PHONETICS	صوتیات
PHONETIC	صوتی
SYLLABLE	صوت رکن
SYLLABIC	صوت رکنی
MORPHEME	صرفیہ/ مارفیم
PHONETIC CHANGE	صوتی تبدیلی
PHONETIC SCRIPT	صوتی رسمِ خط
PHONETIC SYSTEM	صوتیاتی نظام
PHONETIC LEVEL	صوتیاتی سطح
PROVERBS	ضرب الامثال
ANTONYM	ضد
LENGTH	طول

فعل	VERB
فعلی	VERBAL
فقرہ	CLAUSE
قدیم	OLD
قواعد/ گرامر	GRAMMAR
قواعدی	GRAMMATICAL
قطعہ/حصہ	SEGMENT
قائم مقام	SUBSTITUTION
کہاوت	SAYING
کثیر صوت رکنی	POLYSYLLABIC
گنتی	NUMBER
لاحقہ	SUFFIX
لب دنتی	LABIO-DENTAL
لوازم	ESSENTIALS
لغت	DICTIONARY
لغوی	LEXICAL
لغوی مدیں	LEXICAL ITEMS
لفظ	WORD
لفظی ترتیب	WORD ORDER
لسانیات	LINGUISTICS
لسانیاتی	LINGUISTIC
لسانی تفاخر	LINGUISTIC PRESTIGE
لسانی توقیر	LINGUISTIC ELITISM
لہات	UVULA
لہاتی	UVLAR
ماحول	ENVIRONMENT
مادہ	ROOT
ماقبل	PROTO
متبادل	ALTERNATIVE
متعلقِ فعل	ADVERB
متعلقِ فعل طور و طریقہ	ADVERBS OF MANNER
متعلقِ فعل تعداد و مقدار	ADVERBS OF QUANTITY
متعلقِ فعل زماں	ADVERBS OF TIME
متعلقِ فعل مکاں	ADVERBS OF PLACE
متعلقِ فعل صفت	ADVERBS OF QUALITY
محلولیت	ASSIMILATION
محدود کرنے والا لفظ	MODIFIER
مخلوط زبان	MIXED LANGUAGE
مخطوطات	MANSCRIPTS
مخلوطیت	HYBRIDIZATION
مخارج	POINTS OF ARTICULATION
مد	ITEM

مدوّر	ROUNDED
مرکب	COMPOUND
مستعار	BORROWED
مستعاریت	BORROWING
مستعار ترجمہ	LOAN TRANSLATION
مسموع	VOICED
مستشرق	ORIENTALIST
مصدر	INFINITIVE
مصوتہ	VOWEL
مصمتہ	CONSONANT
مصمتی خوشہ	CONSONANT CLUSTER
معکوسی	RETROFLEX
معکوسیت	RETROFLEXION
معنیات	SEMANTICS
معنیاتی	SEMANTIC
معنیاتی تغیّر	SEMANTIC CHANGE
مفروضہ	HYPOTHESIS
مفرّس	PERSIANIZED
مماثل/یکساں	IDENTICAL
ممیّز/امتیازی	DISTINCTIVE/PROMINENT
مکرّریت	REDUPLICATION
مقامی	NATIVE
مورخ	HISTORIAN
منفوس	ASPIRATED
نحو	SYNTAX
نحوی	SYNTACTIC
نظام	SYSTEM
نیم مصوتہ	SEMI-VOWEL
نسبی	GENEROLOGICAL
ہند آریائی	INDO-ARYAN
ہند ایرانی	INDO-IRANIAN
یک صوت رکن	MONOSYLLABLE
یک صوت رکنی	MONOSYLLABIC

اشاریہ

(اشخاص)

آج کے دور میں لنگوسٹک سائنس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ اس کے مطالعہ سے کسی قوم، فرقے یا گروہ کی سماجی اور سیاسی تاریخ کے بارے میں اتنی ہی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں جتنی کہ آرکیولاجیکل دریافتوں سے ممکن ہوتی ہیں۔ کشمیر میں اس علم کی اہمیت اس حقیقت سے اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ کشمیری زبان قدیم ترین زبانوں میں سے ایک زندہ زبان ہے اور اس کے بولنے والے پچھلے پانچ ہزار برس سے وسط ایشیا میں اس خطے کی سیاسی، تہذیبی اور عقیدتی تاریخ پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں۔ کشمیری زبان نے اس پوری تاریخ کو اپنی ساخت، الفاظ کے ذخیرے، محاوروں، تلمیحوں، لوک ادب حتیٰ کہ لطیفوں میں بھی محفوظ کر دیا ہے اس حوالے سے کشمیری زبان کا مطالعہ دشوار اور محنت طلب بھی لیکن بہت ہی بار آور عمل ہے۔ ہمارے نوجوان لنگوسٹ ڈاکٹر نذیر احمد ملک کی زیرِ نظر کاوش اسی تناظر میں ہماری توجہ کی مستحق ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنے موضوع کے ساتھ پورا انصاف کر کے اپنی علمی مہارت اور خداداد صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ البتہ موضوع کی دشواری کے پیشِ نظر اس نقشے میں مزید رنگ بھرنے کے امکانات اب بھی باقی ہیں جس کا احساس خود صاحبِ کتاب کو ہے۔

میری نظر میں یہ کتاب کشمیری لنگوسٹک سٹیڈیز میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ یہ کتاب علمی حلقوں سے سندِ قبولیت حاصل کرے گی۔

اختر محی الدین

۷، ستمبر ۱۹۹۳ء

KASHMIRI SARMAYA-E-ALFAZ KE SAR CHASHME

نام ـــــــــ نذیر احمد ملک

تاریخِ پیدائش ـــــــــ ۳۱، دسمبر ۱۹۵۲ء

تعلیم ـــــــــ ایم۔ اے اردو (کشمیر) پی۔ ایچ۔ ڈی (کشمیر)

ایم۔ اے لسانیات (علیگ)

موضوع برائے پی ایچ ڈی۔ اردو رسمِ خط ـــ ارتقا اور جائزہ (زیرِ طبع)

ملازمت ـــــــــ ریڈر شعبۂ اردو و صدر شعبۂ لسانیات کشمیر یونیورسٹی سرینگر

پتہ ـــــــــ "بسیرا" عمرؓ کالونی (اے) لعل بازار سرینگر کشمیر۔

Published by :

Dal gate, Srinagar